The Drinched Book

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222310
UNIVERSAL LIBRARY

يُسقَونَ من رحيقٍ مختومٍ ختامُهُ مسك

بامداد عالیجناب نواب ... حسین خان بہادر ... جنگ عرف ... صاحب بہادر ...

خرابات بیکس

۱۳۱۵ھ

من تصنیف شاعر ... مولوی ... شاہ ... صاحب قلندر علوی عم فیضہ

بحسن اہتمام شاعر نامور جناب منشی نوبت رائے صاحب نظر مالک گلدستہ خدنگ نظر لکھنؤ

در مطبع آصفی واقع لکھنؤ محلہ نوبن گنج مطبوع گردید

صفحہ ۱۱۰۰۵

قصائد

گہرریزی کلکِ گوہرسلک بمدح مولائی و مرشدی حضرت قبلہ و کعبہ منشی میر امداد علیشاہ صاحب قلندر علوی عم فیضہ

آج ہے مرغِ تفکر مین مرے وہ کس بل
چھان ڈالی ابھی اک آن مین سب دشت و جبل

شش جہت مین نہ سمائین مرے عنصر چارون
اپنی ہستی سے اگر پھیلکے جاؤن مین نکل

وسعتِ دل مری اک ہُو کا ہی میدان ایسا
آسمان سامنے جسکے ہے مثالِ حنظل

اپنی ہی بُو سے ہون بدست مثالِ آہوۓ
ناف مین نافہ لیے پھرتا ہون جنگل جنگل

جوش کھاتا ہی تو کھا لینے دو سینے کو مرے
لب پہ لے آؤن مین کس طرح سے مالا ینحل

دو دن کی مجھسے عبث لیتا ہی چرخِ کج پشت
اپنی نظرون مین سماتا نہین اندازِ زحل

میری ہر آہِ شرر بار کی رقصانی دیکھ
برق بھی رکھنے لگی ابر کا منہ پر آنچل

اسقدر تیز ہوئی ہے مرے دل کی آتش
نارِ دوزخ سے فرشتے ابھی لیجائین بدل

سرد مہریِ جہان کا ہوا اثر کیا مجھکو
آتشِ عشق کی رکھتا ہون مین دل مین منقل

اُن طبیبون سے بیان کیا کرون حالِ دلِ زار
مرضِ عشق مین جو دینے لگین اطریفل

زہر کا شیشہ بھی دے لاکے اگر کوئی مجھے
وہ برہمن ہون کہ سمجھون مین اُسے گنگا جل

طی کسی روز تو ہو گی یہ بساطِ عالم
سب سے رُخ پھیرے ہوئے جاتا ہون اپنی پیدل

پار سینے کے ہوئی جاتی ہے برچھی کیطرح
شاخ و برگ نظر آتی ہے اک اک کونپل

آبرو رکھینگے میری مرے دامانِ چشم
یہ وہ بادل ہین جو بھر دیتے ہین دم مین جل تھل

پائی ہے تیرگی وہ میری سیہ کاری نے
طور کی آنکھ مین بھرنے لگا جس کا کاجل

لیتی کیا جا در مہتاب مری عُریانی
عقل کہتی تھی کہ یہ تو ہے بہت مستعمل

خونِ دل نذر ہے سب تیری یہ ای تشنہ لبی
آنکھین تیار ہین دونون لیے بھر کر چھاگل

غرق ہو جانے دو سب رخت گنہ کو میرے
چشمۂ چشم سے کہدو کہ ابھی اور ابل

حرفِ پیشانی نہ اِسطرح نوشتہ ہوتے
کاش تقدیر سکھا دیتی مجھے حسنِ عمل

قلزمِ غیب تک پہنچے نہ جو آبِ توفیق
پھر تر و تازہ رہے کیسے تو کیا کشتِ عمل

نفس چھاتی پہ چڑھے آتے ہین کُشتی کیلیے
جسم مین چارون طرف باندھ لیا ہی دنگل

گو یہ سب کچھ ہے مگر خوف نہین ہے مجکو
جسکا خادم ہون مین کرتا ہی وہ مشکل کو حل

مجکو امدادِ علیؑ ہے کہ ہون عُلوی کا غلام
دیکھون تو نفس مچائین گے کہانتک کھلبل

اُسکی تعریف مین پڑھتا ہون مین مطلعِ ثانی
دیتا ہون مُنہ سے ابھی گوہرِ نایاب اُگل

مطلعِ ثانی

ساقیا ہان مے توحید پلا گھر سے نکل
دیکھ وہ اُٹھی گھٹا جھوم کے آئے بادل

صبحِ صادق سے مین حاضر ہون صبوحی کیلیے
جلد دے جلد کہ آج تو کچھ رد و بدل

آج ہے مدح سرائی مجھے اُسکی منظور
جسکا ہر لفظ ہے میرے لیے ماقل و دل

سرورِ دینِ نبی جاے نشین سردار
اُسکو سردار سے جو سمجھین جُدا ہین احول

میر امداد علی ابن علی شیرِ خُدا
رُعب ہے جسکے ہو کوتاہ ابھی دستِ اجل

اُسکا قد دیکھکے جُھک جائے نہالِ طوبی
توڑ کر لا دے جسے چاہی وہ سدرہ کے پھل

اُسکی رحمت کی گھٹا سر پہ چلی آتی ہی یون
خود بخود جھوم کے جسطرح سے آئے بادل

صلحِ کُل ایسی ہے کچھ آبِ وضو کو اُسکے
آبِ زمزم کوئی کہتا ہے کوئی گنگا جل

اُسکے اوصاف بیان کرتا ہون جسکی آگے
سُنکے بےساختہ کہتا ہے کہ مجکو یعیل

اُسکی تعظیم جبھی اہلِ فلک کرتے ہین
راہ مین اُسکی فلک چلتے ہین خود سر کے بل

جسمِ اطہر جو نظر پڑتا ہے حورون کو کبھی
بھول جاتی ہین جبھی دیکھ کے اپنی چھل بل

بات کی بات مین یون قلبِ حقیقت کر دے
سیب بنجائے اگر دے وہ اُٹھا کر حنظل

آنکھ کچھ اور ہی بنجاتی ہے اُس سے ملکر
جانے کیا چیز چھپا رکھی ہے تِل کی اوجھل

خلق مین پھیلی ہے وہ شیرین کلامی اُسکی
مکھیان اُڑنے لگین ہو گیا بے اصل عسل

یہ تو ظاہر ہے کہ اک لمحے کی صحبت اُسکی
دونون عالم کی عبادت سے کہین ہی افضل

دل مین لیکر جو اُسے ہو گیا خود سے خالی
عمر بھر اُسکے نہ آئے کبھی ایمان مین خلل

اُسکے اوصاف بیان ہونگے نہ تجھسے مکیش
کوہ کے سامنے بیکار ہے دانہ خردل

سوچتا کیا ہے بس آب بہرِ دعا ہاتھ اُٹھا
عجز سے عرض یہ کر پیشِ خداوندِ ازل

امن دے سنگِ حوادث سے خدایا اُسکو
غنچۂ خاطرِ مولا سے کھلے یون جیسے کنول

اک ترقی ہی یہ دن رات ہو فیضِ جاری
اُسکے خدّام کا سرسبز رہی کشتِ امل

مہ و خورشید کو جبتک ہی یہ دورِ لازم
گردشِ دہر مین جبتک سے یہ قائم ہل جل

سر پہ خدام کے رکھ اُسکو سلامت یارب
اسطرح سے کہ کسی بات مین کچھ آئے نہ بل

عمر بھر اُسکے نہ قدمون سے جدا ہون ہرگز
آستان پر ہی اُسی کے مرا دم جائے نکل

قصیدۂ دوم

واہ کیا وقت ہی جو خوش ہی ہر اک صاحبِ حال
شکل آئینہ ہین دل پاس نہین گردِ ملال

فرحتِ تازہ سے اک تازگی ہی چہرون پر
عید کا چاند بنا پھرتا ہے ہر بدرِ جمال

اسقدر شوقِ بغلگیری بلندی پر ہے
بال کھولے ہوئے کیا اُڑ رہے ہین مرغِ خیال

دور جا پونہچے ہین کچھ لوگ دوگانہ پڑھکر
دولتِ دید سے کچھ ہو بھی چکے مالامال

چارسو نکھرے سے ہوئے پھرتے ہین خوبانِ جہان
دوش پر ڈالے ہوئے گیسوئے مشکین کی جال

یہ بھی معلوم ہوا آجکو یہ کیسی ہی کشش
مرغِ دل اُڑنے کو تیار ہی کیون بی پر و بال

آج بتخانۂ علوی یہ عجب رونق ہے
عید کا دن ہے وہان بٹ رہا ہی آبِ زلال

سالکِ راہ صفین باندھے ہوئے بیٹھے ہین
دیکھ تو چلکے وہان جمع ہین کیا اہلِ کمال

کون علوی وُہی سردارِ جہان جنکا خطاب
آجکل جسکا تموج پہ ہے دریای نوال

ماہرِ علمِ لدنی و حکیمِ رہِ دین
سامنے جسکے فلاطون کا بھی ہو نطق لال

صلحِ مخلوق سے ہر شخص پہ اک لطف و کرم
نفسِ سرکش سے مگر آٹھ پہر جنگ و جدال

دہر مین شاطرِ شطرنجِ محبت وہ ہے
جسکی ہر چال سکھا دیتی ہی کچھ اور ہی چال

اُس کا ہمسر نہین کونین مین واللہ باللہ
ہان یہ کہہ سکتے ہین وہ آپ ہی ہی اپنی مثال

فیض جاری سے ہی فیضان ہزارون خادم
صاحبِ وجد کوئی ہے تو کوئی صاحبِ حال

فخر کرتا ہے کوئی فضل و عطا پر اُسکے
ثمرۂ قرب کی لذت سے ہوا کوئی نہال

بحر مین کشف کے ہی غرق کوئی سیر مین ہی
طیر مین کوئی کوئی کر رہا ہے جمع خیال

نازتقوا ہے یہ کیسکو ہے کوئی نیاب چلن — کوئی اس فکر مین ہے دیکھیے کیا ہوگا مآل
ٹکٹکی باندھے کوئی تکتا ہے سوے بالا — دیکھتا ہے کوئی گردونکی طرف آنکھین نکال
الغرض جسپہ نظر پڑتی ہی اک جوش مین ہی — حال مین اپنے ہراک مست ہی بنکر خوشحال
تو بھی چل آج تو میکشش یہ عجیب موقع ہی — عرض کر عجز سے ای میرے علیم الاحوال
پیسا ہی سنگ حوادث نے مجھے ساری عمر — لشکرِ ظلم بستان نے کیا از حد پامال
وقت امداد ہی اب تیرے سوا کوئی نہین — ڈوبتے بیڑے کو دے آکے بھنور سے جو نکال
کیا بڑی بات اگر کچھ بھی توجہ ہو تری — مغفرت کے نہین قابل مرے سب بدافعال
صدقہ حسنین کا حیدر کا نبی کا صدقہ — صدقہ سردار کا جسنے یہ دیا تجھکو مال
قابلِ رحم ہی اب حال مرا اے آقا — یہ تو مین جانتا ہون منع ہے کرنا بھی سوال
خواہش دنیا نہین علم نہین دین نہین — جب یہ کچھ بھی نہین پھر سب ہی یہ بیہودہ مقال
ہان تمنا ہی کہ ہو جائے مرے وقت اخیر — سامنے شکل تری آئینہ خانے کے مثال

قصیدۂ سوم در مدح ظل سبحانی قدر قدرت اعلیحضرت نظام الملک آصفجاہ میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ

لے اڑی ہی یہ کسی استاد کا طرزِ بیان — آج خاموشی کے لائق ہی نہین میری زبان
عالمِ علوی پہ پونچا ہے مرا مرغ خیال — پیچھے پیچھے پھر رہے ہین جسکے یہ نہ آسمان
فکر یہ فکر رسا کو اس گھڑی درپیش ہی — طی کہین جلدی ہو یارب منزل کون و مکان
بیخودی جب چھیڑتی ہے پردۂ اسرار کو — گوشِ سنوالیکے جھلتے ہین دہر ہرانے دان
دنگ کیا ہون دیکھ کر اس عالمِ ایجاد کو — مین سمجھتا ہون اسے اک بازیِ بازیگران
راغبِ پستی نہوگی ہمتِ عالی مری — پیچھے پیچھے پھرکے دیکھا کرتا ہے کہین تیرِ کمان
آسمان کو آتا ہے چکر مری رفتار سے — روک سکتی ہے مجھے کیا گردشِ دورِ زمان
قدرتِ حق نے مجھے بخشا ہی وہ پست و بلند — آسمان کو مین زمین کردون زمین کو آسمان
سرکشی نالون کی میرے بے ستون سے پوچھیے — پست جسکے سامنے ہے قلۂ کوہِ گران
روشنی دکھلائے گر مہتابِ داغِ دل مرا — چادرِ مہتاب کے ٹکڑے اڑین مثل کتان
ہولِ دل پیدا نکیون ہو میرے دل کو دیکھکر — لامکان بنتا ہے۔ بنتا ہی کبھی ہو کا مکان

جب مری طبعِ روان کو ہوتی ہی فکرِ سخن
خود چلے آتے ہین مضمون کاروان در کاروان

آجکل ہی میرے شبدیزِ قلم کی وہ صریر
جسطرح گنجارتا ہو کوئی شیرِ نیستان

تازگی بخشین نہ کیون میرے مضامین کہن
عقل بوڑھی ہو مری لیکن طبیعت ہے جوان

یادگارِ میر و سودا آج ہون مین دہر مین
ہو مرے دم سے نصیر و ذوق کا نام و نشان

فیض علوی سے ہوا ہی وہ مرا علوی کلام
شوق سے سنتا ہی جسکو بلبلِ ہندوستان

شاخِ طوبیٰ جھکتی ہی ایک ایک میری شعر پر
مصرعۂ برجستہ لیتا ہے مرا انگڑائیان

پھل گیئن موتی کی لڑیان میری شاخِ نظم مین
خلق مین بکھرے ہین اب میرے جواہر رائگان

غم نہین کتنے بھی ہون دزدِ مضامین ساتھ ساتھ
آگیا ہی ہاتھ میرے ایک گنجِ شائگان

لطف ہی اسوقت مین پڑھدون اگر کوئی غزل
مجمعِ اہلِ سخن ہے جمع ہین سب قدردان

غزل

عرش پر پونہچون بچا کر یہ زمین یہ آسمان
روک لین دیکھون تو کیونکر یہ زمین یہ آسمان

مرکے ہم گرتے نہین جیتے ہوئے رہتی نہین
کیا ستم ڈھائینگے ہمپر یہ زمین یہ آسمان

وہ زمین کچھ اور ہے وہ آسمان کچھ اور ہی
جسکے ہرگز ہون نہ ہمسر یہ زمین یہ آسمان

ایک کی پیلی ردا ہے ایک کا نیلا لباس
دونون ہی نکلے ہین سجکر یہ زمین یہ آسمان

ایک پر سوتا ہون مین اور اوڑھتا ہون ایک کو
میرا بستر میری چادر یہ زمین یہ آسمان

اعلی و ادنی ہین پستی و بلندی کے سوا
ہو نہین سکتے برابر یہ زمین یہ آسمان

کیون نہو خدمتگذارون شمار انکا ترے
رات دن حاضر ہین در پر یہ زمین یہ آسمان

دیکھ لے ہی چار دن کا اور یہ پست و بلند
پھر نہ ہونگے روزِ محشر یہ زمین یہ آسمان

پھاند جاتے ہین دو عالم کو وہ ایک ہی جست مین
کیا سمجھتے ہین قلندر یہ زمین یہ آسمان

وقتِ مُردن چھوٹنا دورِ جہان سے ہی محال
ڈالینگے پاؤن مین لنگر یہ زمین یہ آسمان

پی کے مے میکش بدلکر قافیہ لکھو غزل
نشے مین ہین سب برابر یہ زمین یہ آسمان

غزل

کچھ نہ پوچھو کیا ہین ای جان یہ زمین یہ آسمان
میرے ہین دو کہنہ داماں یہ زمین یہ آسمان

اسکی یہ رونق نہین پھر اُسکی یہ زینت نہین
دہر مین دو دن ہین مہمان یہ زمین یہ آسمان

ہم ابھی چلدین زمین و آسمان کو چھوڑکر
سر پہ رکھکر ناچین انسان یہ زمین یہ آسمان

نکلی پانونکی زمین سرکا ہی سر سے چرخ دون
مجھسے ہین دونون گریزان یہ زمین یہ آسمان

اُسپہ ماہ و خور نہون اُسپر نہون جن و بشر
پھر تو ہین بیکار لے جان یہ زمین یہ آسمان

بود کچھ بھی تو نہین اِس عالمِ ایجاد کی
سب ہی اک خوابِ پریشان یہ زمین یہ آسمان

کارخانہ دیکھکر ارض و سما کا کیون ہی دنگ
ہین یہ دونون صنعِ یزدان یہ زمین یہ آسمان

اِس سے ہوتا ہی عروج اور اُس سے ہوتا ہی نزول
ہین یوہین غلطان و پیچان یہ زمین یہ آسمان

تو ہی تو سب کچھ ہی ایجان بے ترے کچھ بھی نہین
یہ جہان یہ دورِ دوران یہ زمین یہ آسمان

جب زمین و آسمان مین ہو اُسی خالق کا نور
کیون نہون پھر کیسے نازان یہ زمین یہ آسمان

نشئہ مین طولِ کلامِ حضرتِ میکش نہ پوچھ
اُسکے ہین اوراقِ دیوان یہ زمین یہ آسمان

ہو چکی میکش تعلی خودستائی تا کجا
ہوش مین آ با ادب ہو جشن کا ہی یہ مکان

اسقدر گندم نمائی جو فروشی پر گھمنڈ
اسقدر کیوان پھیکا اور یہ اونچی دکان

ہی گرہ تیئیسوین شاہِ دکن کے سال کی
تہنیت کے شعر ہون کچھ ہو چکا بس امتحان

مطلعِ اولی کی دھج ہو اور ہی اندازکی
اور ہی صورت زمینِ شعر ہو عنبر فشان

مطلعِ اولیٰ

واہ کیا دن ہی کہ ہی سارا جہان رشکِ جنان
لنڈھ رہی ہی بزمِ عالم مین شرابِ ارغوان

آگیا ہی میکدے پر جھوم کے ابرِ بہار
گرم ہے فضلِ خدا سے آج بازارِ مغان

باغ مین مستونکے جمگھٹ ہو رہے ہین چارسو
ساغر و مینا پہ ہر شاخِ چمن ہی گل فشان

اسطرح بادِ سحر نے واکیے غنچون کے منہ
کھولکر شاخون پہ رکھ چھوڑے ہین گویا عطردان

اینٹھتے ہین سرو بھی آبِ روان کو دیکھکر
لے رہے ہین کیا جوانان چمن انگڑائیان

تیرتے ہین ہر شجر کی شاخ سے گر گر کے پھول
گل فشانی سے ہوئی ہین نہر مین گلکاریان

نرگسِ مخمور سے کچھ دیر ہو کر چار آنکھ
ہوگیا ہے مست بی ساغر چڑھائی باغبان

رنگ لایا اور ہی صورت سی کچھ رنگِ ہوا
اک بھبوکا ہو رہا ہے رنگ روئی گلرخان

لگ رہی ہے خوشۂ انگور پر مستونکی تاک
جھک نہ جائے تاک کی کیجیے تو کیونکر بیان

پیچ مین لاتے ہین دلکو سنبل پیچان کے پیچ
قلب مین آتش لگاتی ہی بہار ارغوان

جب ضیا نہر چمن کی آتی ہے اُسکو نظر
خط کشیدہ ہوتا ہی گردون پہ خط کہکشان

تار سونے کے کوئی برسا رہا ہی چرخ سے
کب ہین یہ خط شعاعی سوی کشت زعفران

کیون نہ کٹ جائے یہ عالم دیکھکر رنگ شفق
لال لالے سے ہوا ہے آج سارا بوستان

چاندنی نسرین کے گل ہین ایک جانب سیم بار
اشرفی خیرے کی شاخین اک جانب زرفشان

جھومتی ہی اُسطرف مستی مین شاخ نارون
خود بخود اِس سمت ہر برگ شجر ہی کف زنان

چوم لیتی ہی جدھر جاتی ہی یہ غنچون کے مُنہ
سوجھی ہین باد صبا کو اب نئی اٹکھیلیان

بلبلون کے قافلے ہین باغ مین
نغمۂ حق سرہُو سے مست ہین سب قمریان

ہر روش سبزے نے جو سطر حکی باندھی ہی دھاک
چھین کر لایا ہی کیا چرخ کہن کی طیلسان

نامیہ کا وہ نمو ادنےٰ سی اک یہ بات ہے
آتش لالہ سے اُڑنے پر ہی آمادہ دُھوان

جمع ہین چارون طرف گلشن مین ارباب نشاط
گائی جاتی ہین شہانی کے سُرو مین ٹھمریان

ساز سے دمساز ہین کیا کیا مغنی نغمہ سنج
ہر اُپچ مین کرتے ہین پیدا نئی باریکیان

تھاپ تبلے کی کہین ہی اور کہین چنگ و رباب
بین کارون نے عجب کچھ باندھ رکھا ہی سمان

ناچتے ہین جا بجا زہرہ شمائل سیکڑون
ہوتے ہین تقسیم ہر سُو ارمغان پر ارمغان

اب پڑھون مطلع مین اُس ممدوح کی تعریفین
عدل سے جسکے ہوا ملک دکن رشک جنان

مطلع ثانی

ای سکندر بخت ای دارانشان نوشین روان
شاہ آصف جاہ محبوب علیخان حکمران

سر رگڑتے ہین تری چوکھٹ پہ سرداران روم
رستم و سُہراب سے در پر ہین تیرے پاسبان

تیرا دست جود جب بڑھتا ہی پھر رُکتا نہین
دم مین دے دیتا ہی تو گنج و جواہر بیکران

اک جہان مرزوق ہے تیرے نوال عام سے
کچھ دکن ہی پر نہین موقوف کُل ہندوستان

تیری ہمت سے وہ ہمت بڑھ گئی مخلوق کی
پیل کے ہم پلہ ہی ایک ایک مور ناتوان

ہوگئی مسکین نوازی ختم تیری ذات پر
کر دیا اُسکو غنی دیکھا جسے محتاج نان

پانی پیتے ہین یہان پر شیر بکری ایک گھاٹ
گرگ کہلاتے تھے جو پہلے بنے ہین اب شبان

کیون نہو زیبا تجھے کہیے خطابِ فتح جنگ
صورتِ روباہ بھاگے تجھسے جب شیر ژیان

اِس روش سے ہو رہا ہے آجکل نظم و نسق
دنگ جسکو دیکھکر ہین چسرخ پر کرّوبیان

قوتِ بازو سے تیرے ہی قوی بازوی دین
اِک تزک کے ساتھ پانچون وقت بجتی ہی اذان

تیرا اخلاق و علم وہ کچھ ہو گیا ہے دلنشین
گر گئی نظرون سے شاہانِ سلف کی داستان

ہی بجا تجکو کہون گر خسروِ شیران پناہ
کہتے ہین دار الامان جسکو ہی تیرا آستان

مملکت خوش کیون نہو جب تو نظام الملک ہو
ڈھنگ سے تیرے ہر اک فرد بشر ہی شادمان

عقل تیری کیون نہوئے ہمدمِ خضر و مسیح
اک بلندی پر ہے تیرا نیر بختِ جوان

تو اگر میدان مین آئے تیغ لیکر ہاتھ مین
بھاگ جائے دیکھ کر صورت تری چنگیز خان

یاد ہین تجکو عجب انداز کی کچھ کاٹ چھانٹ
تیر الوہا مانتے ہین ساکنانِ اصفہان

تیغ کو تیری اگر وہ دیکھ پائے بے غلاف
امن کی جا ڈھونڈھتی پھرنے لگی برقِ تپان

ہو بوقتِ حرب تیرا جب کہین نیزہ بلند
یک بیک اُٹھے صفِ اعدا سے شورِ الامان

تیرا اسپ خوش عنان بھی وہ صبا رفتار ہی
مثل آہو جھاڑتا جاتا ہی چارون پتلیان

ہو ابھی نظرون سے غائب ایک تیری ہانک کے ساتھ
تنگ اُسکے سامنے ہے عرصۂ کون و مکان

قصرِ عالی کی بلندی دیکھتے ہین جب کبھی
کرتے ہین مجرا ابھی جھک جھک کے ساتون آسمان

ماہ مشعل لیکے آجاتا ہی تیرے صحن مین
آکے خود جاروب دیجاتی ہی شبکو کہکشان

قلب ہے تیرا مصفا پاک ہے طینت تری
ابرِ رحمت کیون نہ برسائین فلک سے قدسیان

جبکہ السلطان ظل اللہ فرمائے نبیؐ
تابعِ فرمان تیرے کیون نہون پھر انس و جان

بس ٹھہر خاموش میکش کیا یہ ممکن ہی کہین
مدحِ محبوبِ علیخان اور یہ تیری زبان

مالکِ جلیل و علم سے ہے سازگارِ تخت و تاج
ہاتھ اُٹھا بہرِ دعا آمین کہین اہلِ جہان

اے خدا جبتک رہے عالم مین دینِ مصطفیٰ
پھولتا پھلتا ہی جبتک گلشنِ کون و مکان

اے خدا جبتک ترے محتاج ہین شاہ و گدا
ای خدا جبتک ہی تیرے نور سے روشن جہان

جشنِ عقد سال ہو ہر سال شہ کا دھوم سے
ہو ترقی جاہ مین حاصل ہو عمرِ جاودان

خرابات میکش

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیوان ہی میرا دُرد کلامِ مجید کا
رشتہ مرے قلم مین ہی حبل الورید کا

کیا وصف ہوسکے تری شانِ مجید کا
موقع ہی کچھ نہین یہان گفت وشنید کا

کُہلتے ہین خود بخود ترے اسرار معرفت
محتاج قفلِ دل نہین میرا کلید کا

رکھد یجیے قدم مرے سینے کی آگ پر
آوازہ اک بلند ہی ہل من مزید کا

داخل ہر ایک جسم مین فرماکے اپنی روح
قصہ ہی پاک کر دیا قرب و بعید کا

کچھ اور لکھدی پھر مری لوحِ جبین کی حرف
تو جانتا ہی حال شقی و سعید کا

شکر سمجھتا ہون ترے بندونکی گالیان
توشہ سمجھکے کھاتا ہون بابا فرید کا

جنت مین بھیجی خواہ جہنم مین ڈالدے
ہی اختیار تجکو سیاہ و سپید کا

اک گام بھی بڑھا جو کوئی تیری سمت کو
پورا ہی کر دیا ہے ارادہ مُرید کا

جس شب ہو تیرا قرب وہ ہی شب شبِ برات
جسدن ہو تیری دید وہی دن ہی عید کا

میکش ہی ربط ساقیِ علوی نژاد سے
ہر دم پہونچ رہا ہے یہ تحفہ نوید کا

پتا عقلِ رسا کو کیا لگے تیری سکونت کا
شکستہ کر دیا رفعت نے بالکل پاؤن ہمت کا

نہو عشقِ مجازی کسطرح زینہ حقیقت کا
جسے دیکھو لیے پھرتا ہی نقشہ تیری صورت کا

نہ حبِ جاہ کا خواہان نہ مین طالب ہون دولت کا
یہی ہی آرزو ہو قرب حاصل اُسکی رحمت کا

دکھائی توسنِ طبع روان گرد ھنگ جودت کا
سمٹ کر نقطہ سان میدان ابھی ہو تنگ وسعت کا

ہمین ہی نام سے بھی ننگ کیا مذکور شہرت کا
نشانہ ہم بنین گے خلق مین تیر ملامت کا

ادائین قہر کی تیور غضب کے ڈھنگ آفت کا
وہ فتنہ گر سراپا اک نمونہ ہے قیامت کا

ہمین اچھی طرح سے کھو دیا اُسکی محبت نے
بُرا ہو ہاے اُلفت کا بُرا ہو ہاے اُلفت کا

غضب کا وہ ستمگر بیوفا و فتنہ گر نکلا
جسے ہمنے سمجھ رکھا تھا اک پُتلا محبت کا

سمجھتے ہی نہین افسوس ہی اقرا کتابک کو
اگر کچھ غور ہو ہر ایک دن ہی دن قیامت کا

گنہگارو نہین بھی وہ فرد ہونین اس زمانہ مین
مری تر دامنی نے دھو دیا ہی داغ عفت کا

یونہین ڈر کر مرے جاتے ہو ناحق ای گنہگارو
بہالیجائے گا اک روز دریا تم کو رحمت کا

نہ کیونکر فخر ہو ہمکو علی صورت سے نسبت ہے
جما رکھا ہے ہمنے بھی تو خاکا تیری صورت کا

سر بازار رسوا کر دیا ہے عشق نے اُنکو
کیا کرتے تھے اک عالم مین جو دعوی فراست کا

خدا جانے مری آنکھین مجھے کیا کیا دکھاتی ہین
سراپا ایک آئینہ بنا رکھا ہے حیرت کا

خیال یار کے ہمراہ یاد آئین جفائین بھی
غضب ہے یہ کہ وحدت مین جما ہی رنگ کثرت کا

ہراسان کیون ہی ای دل یار تک مرکر تو پہنچیگی
قدم پیچھے نہین ہٹتا کبھی ارباب ہمت کا

ترے جانباز دعوای انا الحق کر کے دکھلادین
زمانے مین اگر بج جائے ڈنکا پھر شریعت کا

وہ یکتای دو عالم جلوہ گر ہی ساری عالم مین
دکھاتا ہی تماشا برملا کثرت مین وحدت کا

قصور فہم انسان نے جدا کر رکھا ہے ورنہ
حقیقت سے جدا کب فعل ہی کوئی شریعت کا

کسیکی منتین کر لیتے جاکر خود ہی ہم ای دل
ستم یہ ہی سبب کھلتا نہین کچھ بھی تو کلفت کا

کسی بھٹی مین جلکر مرگیا مدت ہوئی میکش
نشان کہیے تو اب ہم کیا بتائین اُسکی تربت کا

خیال مانگ کا گر دلپذیر ہو جاتا
لکیر پر ہی یہ بندہ فقیر ہو جاتا

ہمارے عشق کا ہی نقش کالحجر قصہ
بتون کے دل پہ نہ کیونکر لکیر ہو جاتا

اگر قفس ہی مین صیاد رکھتا گلشن مین
ہمارا نالہ تو کچھ ہمصفیر ہو جاتا

جو ہمسے سیکھتا فرہاد وہ سکھا دیتے
کہ ہر جگہ سے روان بحر شیر ہو جاتا

جو کچھ بھی خود کو سمجھتے تو قید اٹھ جاتی
نظر مین ایک صغیر و کبیر ہو جاتا

وہ دل سے یون نہ بھلاتے تو ہم نہ یون روتے
ہمارا دیدہ نہ ابر مطیر ہوجاتا

غبار اُڑتا جو اُس بت کے پای رنگین سے
شہید ناز کی خاطر عبیر ہوجاتا

کیسکو دل مین وہ اپنے اگر جگہ دیتے
وہ بادشاہ تھے کوئی وزیر ہوجاتا

شب فراق جو آہِ رسا مدد دیتی
ہمارا نالہ بھی ناوک کا تیر ہوجاتا

جو شیخ چھوڑکے کج بحثی دل کی لیتا خبر
تو چند روز مین روشن ضمیر ہوجاتا

کبھی کے منزلِ مقصود کو پہونچتے ہم
خیال یار اگر دستگیر ہوجاتا

جو بیرخی تری اسطرح توڑتی نہ کمر
غلام اتنا نہ اے جان ظہیر ہوجاتا

سُناتے ہم جو اُسے لذتِ گرفتاری
فرشتہ زلف مین تیری اسیر ہوجاتا

عروج اُتنا ہی دیتی تجھے مۓ علوی
جہان مین جتنا تو میکش حقیر ہوجاتا

ابرو کھچے ہین کس سے ارادہ ہی جنگ کا
گردون پہ پھر داغ ہی چہرے کے رنگ کا

جو میکشی کے شوق نہین اسکو بنگ کا
میکش فریفتہ ہی کسی لالہ رنگ کا

رنگین بیانیون سے ہلا دون اسد کا دل
آواز کلاک رنگ اُڑا دے پلنگ کا

مٹھی مین لیکے دل کو نشانہ نہین گے ہم
مژگان تمہاری کام کرے گی خدنگ کا

جب دیکھی شمع کود پڑا جلتی آگ مین
کیا حوصلہ ہی دیکھو تو صاحب پتنگ کا

بدنام تیرے عشق مین جتنا ہون فخر ہے
کھٹکا ہی کچھ نہین مجھے ناموس و ننگ کا

تیری صبیح رنگ سے کیا ہوئے ہم شبیہ
پھیکا ہے جتنا رنگ ہے ملکِ فرنگ کا

بندش وہ باندھ دون کہ دوبارہ نہ کھلسکے
میدان فراخ ہی مرے مضمون تنگ کا

اک بوسے کا سوال ہے دیدیجیے ابھی
در پر سخی کے کام نہین ہے درنگ کا

ہمراہ اشک ہجر مین آہ و فغان مری
نغمہ سُنا رہی ہین مجھے جلترنگ کا

رہتا بغل مین حضرت ناصح تمہارا دل
پڑجاتا ہاتھ اُسپہ جو اُس شوخ و شنگ کا

ہان یہ تو التجا ہی کہ ہون نفس پر سوار
خواہان نہین ہون مین کسی مشکی سرنگ کا

اُمید ایک بھی نہ بر آئی شب وصال
دل ہی مین رہگیا دفتر اُمنگ کا

فضلِ خدا سے اپنا وہ آئینۂ قلب ہے — تا حشر جسمین دخل نہ کچھ ہوئے نہ زنگ کا
اک وہ تو مانتا نہین اُس شوخ کے سوا — پانی ابھی بنا دون اگر دل ہو سنگ کا

سمجھا شرابِ عشق سے مدہوش کون ہو
میکش جہان مین کوئی نہین تیرے ڈھنگ کا

ادائین انکی بانکی ترچھی چتون بانکپن ٹیڑھا — یہ اُسپر اور طرہ ہے کہ سیکھا ہے چلن ٹیڑھا
یہ کہدو دوستون سے کشتہ ہون بانکی اداؤنکا — جنازہ سیدھا رکھتے ہین تو پھر ڈالین کفن ٹیڑھا
مجھے سیدھی طرح سے قتل ہونے دے دلِ مضطر — کہین ایسا نہو ہو جائے دستِ تیغزن ٹیڑھا
پسِ مُردن بھی ہو تکلیف حاصل خاک ہونے سے — اگر سبزہ بھی کچھ نکلے تو نکلے ناگہن ٹیڑھا
خرامِ ناز دیکھا باغ مین جب اُس سہی قد کا — صنوبر جھک کے ٹوٹا ہو گیا سروِ چمن ٹیڑھا
مصور تیرا وقتِ عکس وہ یون منہ چڑھاتے ہین — کہ پھر خاکا اُڑائین گے کھنچے گا جب دہن ٹیڑھا
موئے پر بھی تمہارے کشتہ کاکل نے بل کھائے — لحد مین جب اُتارا ہو گیا سارا بدن ٹیڑھا
کوئی ٹیڑھی طبیعت والا اک دن سیدھا کر دیگا — مثالِ بیل چلتا ہے جو یہ چرخِ کہن ٹیڑھا
ذرا آگے کو ٹڑھکا تو اے دل ہم بھی تن جائین — لگائے گا نشانہ ہو کے وہ ناوک فگن ٹیڑھا
ذرا سنبھلو قدم رکھنے لگے ہو شعر گوئی مین — بہت مدت مین آئیگا مری جان ہی یہ فن ٹیڑھا

غزل مین پہلے میکش یون لکھو ٹیڑھی زمینو نمین
مضامین آڑے ترچھے ہون نہو ہرگز سخن ٹیڑھا

کھڑا ہون منتظر باندھی ہوئی سر سے کفن سیدھا — نشانہ دیکھ لے تو بھی تو او ناوک فگن سیدھا
کبھی پڑ جائیگی دل مین تمہاری ٹیڑھی باتون سے — بہت کچھ ہو چکی منہ سے نکالو اب سخن سیدھا
بساطِ دہر مین ہین اُلٹی چالین مات کے پھندے — وہی پاتے ہین بازی سیکھتے ہین جو چلن سیدھا
یہ وہ رہ تھی کہ جسپر انبیا نے ٹھوکرین کھائین — نکالا تمنے رستہ یہ رسولِ ذوالمنن سیدھا
ابھی اک دم مین ہو جائے قبا ہی تن کی تہ اُلٹی — نہین جان ہی جبتک تبھی تک ہی بدن سیدھا
قضا سیدھا بنا دیتی ہی کیسے کیسے بانکو کو — کہ جب دم تن سے نکلا ہو گیا خود ڈھنگی تن سیدھا
یہ وہ ہی نفس ہر انسان پر جبتک چلا تا ہو — کسیکو دو قدم چلنے نہ دے یہ راہزن سیدھا

نہ چھیڑو حضرتِ دل انکو کیا کچھ سنکے بیٹھو گے ۔ زبان سے الٹی نکلیگی اگرچہ ہے دہن سیدھا
اسے کچھ بھا گئی ہے راستی خوبان عالم کی ۔ کھڑا رہتا ہو گلشن مین جو یون سروِ چمن سیدھا
وہ مجکو دیکھتے ہی راہ مین یون بٹپاتے ہین ۔ کہ جیسے چوکڑی بھر کر نکلجائے ہرن سیدھا

خدا جانے یہ تیری میکشی کیا کر کے چھوڑیگی
بہت کچھ ہو چکی میکش ضعیفی مین تو بن سیدھا

گردش مین شب و روز ہو پیمانہ ہمارا ۔ معمورِ عشق ہے میخانہ ہمارا
ہو ڈھنگ نہ کسطرح سے رندانہ ہمارا ۔ قابو سے ہے باہر دلِ دیوانہ ہمارا
پہلو مین ہے وہ دلبرِ جانانہ ہمارا ۔ آباد ہوا ہے دلِ ویرانہ ہمارا
کیونکر نہ ترقی پہ ہو یارانہ ہمارا ۔ ہم اسکے ہین وہ دلبرِ جانانہ ہمارا
لیجائین کہان ہم دلِ شیدا کو اٹھاکر ۔ واپس کیے دیتے ہین وہ نذرانہ ہمارا
اس بت کے اشارون ہی مین بیدام بکے ہم ۔ اک جنبشِ ابرو ہوئی بیعانہ ہمارا
مشہور جہان مین کبھی دیوانے نہوتے ۔ پہلو مین جو ہوتا دلِ فرزانہ ہمارا
منظور نظر اپنے حسین جبسے ہوئے ہین ۔ آباد ہے پریون سے جلوخانہ ہمارا
میثاق مین تھا نذر کسی برق نظر کے ۔ پھنکتا ہے اسی روز سے کاشانہ ہمارا
اب کسکو سنائین یہ کہو رام کہانی ۔ قصہ ہے کسی وقت کا افسانہ ہمارا
سن جائینگے کچھ قبر مین کیون آئے فرشتے ۔ نادان ہین ہلاتے ہین یہ ہین شانہ ہمارا
ہر دم نیا احسان جو وہ کرتے ہین وہان سے ۔ جاری ہی رہا تب بھی تو شکرانہ ہمارا

میکش ہین مشہور ہین اس دور جہان مین
گھیرے ہوئے عالم کو ہے میخانہ ہمارا

دعوے کرنے دو کبریائی کا ۔ جلوہ اس بت مین ہے خدائی کا
جس سے ہو ربط آشنائی کا ۔ فتنہ گر ہے وہ اک خدائی کا
چھوڑ دون تیرا آستان کیونکر ۔ مجکو لپکا ہے جبہ سائی کا
کسطرح اُسنے ہون کنارہ کش ۔ نام ڈوبے گا آشنائی کا

اُنکو بھی ہمنے خوب دیکھ لیا — جنکو دعوےٰ تھا پارسائی کا
دل شکستون کے حق مین باتین تری — کام کرتی ہین مومیائی کا
آگیا صاف دل مین عکس دوست — واہ کیا کہنا اس صفائی کا
کیون مرا جاتا ہے ابھی ای دل — موقع ملنے دے کچھ رسائی کا
ہمصفیرو وہ فصل گل آئی — سلسلہ چھیڑو کچھ رہائی کا
صدقے مین تیری بانکی چتون کے — چھوڑو انداز کج ادائی کا
اُستخوان تک گھلا کے چھوڑی ہین — کیا بُرا روگ ہے جدائی کا
آنکھ لڑتے ہی لڑ پڑا وہ شوخ — کیا ٹھکانا ہے اِس لڑائی کا
گمرہون کو تمہارا نقش قدم — دے گیا کام رہنمائی کا
کیا لگائین پری رخون سے دل — عیب ہے اُنمین بےوفائی کا

سنبھلو میکش سے میکدے والو
ایک مکار ہے خدائی کا

مُصحفِ صورتِ جانان کو نہین دیکھتے کیا — پوچھتے کیا ہو کہ قرآن کو نہین دیکھتے کیا
حُسن پر اپنے وہ کیونکر نہون نازان کہئی — آئینے مین رُخِ تابان کو نہین دیکھتے کیا
لوگ جو حق کی طلب کرتے ہین حیرت ہی مجھے — حیف ہی صورتِ انسان کو نہین دیکھتے کیا
وصل مین جان کے انجان بنے جاتے ہین — میری حسرت مرے ارمان کو نہین دیکھتے کیا
پوچھتے کیا ہین وہ احباب سی حالت میری — شور کرتے دلِ نالان کو نہین دیکھتے کیا
حضرتِ عشق نے محبوس کیا یوسف کو — کہیے معشوق بھی زندان کو نہین دیکھتے کیا
سیر جنّت کو قیامت پہ جو رکھین موقوف — ہم یہان روضۂ رضوان کو نہین دیکھتے کیا
جان بلب مین ہون وہ جاتے ہین یہ پوچھو کوئی — اپنے اِک رات کے مہمان کو نہین دیکھتے کیا
جانے کسطرح پریشانی پریشانون کی — خواب مین زلفِ پریشان کو نہین دیکھتے کیا
اُنسے کسطرح چھپے کہیے تو حالِ وحشت — چاکِ دامان و گریبان کو نہین دیکھتے کیا
اُسکے ہر شعر مین ہی وصفِ شرابِ توحید — آپ میکش کے بھی دیوان کو نہین دیکھتے کیا

میکشِ خستہ دل و جان کو نہین جانتے کیا
جانِ جان اپنے پریشان کو نہین جانتے کیا

ہمتو خود جان کے اُس بُت کے بنے ہین ہمسنگ
ملتِ کفر کو ایمان کو نہین جانتے کیا

لبِ دلدار کہان اور کہان سنگِ سُرخ
لعل لب لعلِ بدخشان کو نہین جانتے کیا

دورِ دورے مین ترے کسطرح محروم رہین
ہائے ہم گردشِ دوران کو نہین جانتے کیا

یہ وہ ہین خلد سے آدم کو دلائے دھکے
آدمی زاد بھی شیطان کو نہین جانتے کیا

کان مین کہدو گنہگار کے ڈرتے کیون ہو
جوششِ رحمتِ رحمان کو نہین جانتے کیا

فتنہ انگیز ہے کیا فتنے بپا کرتی ہے
لوگ اُس نرگسِ فتان کو نہین جانتے کیا

جانکر کرتے ہین غفلت مرے ترسانیکو
وہ مرے حالِ پریشان کو نہین جانتے کیا

مصحفِ رُخ کے ہر اک خال کی لکھدین تفسیر
کہیے ہم معنیِ قرآن کو نہین جانتے کیا

یون رُلائینگے تو طوفان بپا کردیگا
وہ کسی دیدۂ گریان کو نہین جانتے کیا

غیر کے گھر کو جلا دون تو شکایت کیسی
تم مرے نالۂ سوزان کو نہین جانتے کیا

اِک اشارے مین ہوئے دونون جہان زیر و زبر
ہم تری جنبشِ مژگان کو نہین جانتے کیا

جب اِسے چڑھتی ہی افلاک پہ چڑھ جاتا ہی
ہمتِ حضرتِ انسان کو نہین جانتے کیا

دانا اس دام مین کیون پھنستے ہین حیرت ہی مجھے
خال و خطِ رُخِ خوبان کو نہین جانتے کیا

جانبِ غیر چلے جاتے ہین کیون تیرِ نظر
وہ مرے زخمِ نمایان کو نہین جانتے کیا

جوہری ہی تو کیا کرتے ہین جوہر کی قدر
جو سخندان ہین سخندان کو نہین جانتے کیا

دیکھو ڈرتے رہو چھٹ بھی نہ چھوڑیگا یہان
منجو میکشِ دوران کو نہین جانتے کیا

تباہ کیون نہ کرے حسن خوش جمالون کا
ازل سے عاشقِ شیدا ہون بھولی بھالون کا

غبار کرکے اُڑا دے گا اب جمالون کا
فلک پہ شور ہو عاشق کی دل کی نالون کا

فریفتہ کوئی گیسو کا کوئی خالون کا
جہان مین پھیل گیا جال زلف والون کا

اُٹھا کے رکھ لیا گردون نے اپنی آنکھون مین
غبار اُڑ گیا جب تیرے پائمالون کا

بٹھائے سکے دلون پر غضب حسینون نے
بجا ہے خلق مین ڈنکا پری جمالون کا

جلاد سے عاشق گیسو کو نارِ فرقت سے ۔ لے اور ڈالدے اک ٹوکرا زُگالون کا
لگا نہ سُرمہ دُنبالہ دار آہو چشم ۔ سنبھل سنبھل کہ کہین خون نہو غزالون کا
بُری ہی ہوتی ہی کیسی ہی ہو گراں باری ۔ ثمر نہ آتا تو جھکتا نہ سر نہالون کا
یہ بول چال کبھی سنگ کو نصیب ہوئی ۔ وہ لعل لب نہین جوڑا ہی ایک لالون کا
نہین جبین پہ نمایان ہین چاند جھومر کے ۔ سپہرِ حُسن پہ جُھرمٹ ہے یہ ہلالون کا
شریف مرد شرافت سے منہ نہ پھیرینگے ۔ وفا کے بدلے جفا کام ہے رذالون کا
نہ اسپہ پھولو حسینو ہی عارضی رونق ۔ اُڑا لے گا خطِ شبرنگ رنگ گالون کا
گئے شباب کے دن اب تو صلح کی ٹھہرے ۔ لے اب تو ہو گیا بدرنگ رنگ گالون کا
جو بات کہتا ہے تو لاجواب کہتا ہے ۔ جواب لاؤن کہانسے ترے سوالون کا
حوالے کر دیا ساقی۔ تھا ایک ساغرِ دل ۔ پڑے ہون اور بھی کچھ گھر نہین کلالون کا
مزا جبھی ہی کہ شیرونسے شیر لڑتے ہون ۔ وہ مرد کب ہین جو پیچھا کرین شغالون کا
پناہ تیری کسی مست ناز کی غفلت ۔ نہ پوچھا حال بھی اکدن شکستہ حالون کا
جمی ہین غم کے پرے آکے کشورِ دل مین ۔ نقارہ بج گیا اندوہ کے رسالون کا
نظر مین بھرتی نہین اپنی دولتِ دُنیا ۔ ہمارے سامنے کیا مال مال والون کا
غضب خدا کا کہ لیتے ہین نوک کی ہمسے ۔ دماغ چرخ پہ ہے آج دیکھی بھالون کا
یہ ہمنے مانا کہ اچھی ہے لکھنؤ کی زبان ۔ مگر ہے ڈھنگ نرالا ہی دہلی والون کا

شکستہ جام پڑے ہین ہزارہا میکش
مرے مزار پہ اِک ڈھیر ہے سفالون کا

پنہان ستم کے پردے مین مجھپر کرم ہوا ۔ سب غیر کٹ گئے مرا جب سر قلم ہوا
کی ہمسے ترکِ غیر پہ لطف و کرم ہوا ۔ اُسکا تو غم نہین تھا مگر اس کا غم ہوا
احسان یہ وقتِ ذبح نہین مجھ پہ کم ہوا ۔ گردن جھکی جو میری تو خنجر بھی خم ہوا
میری ادا نماز ہوئی بھی تو یون ہوئی ۔ سجدہ کیا جہان ترا نقشِ قدم ہوا
دم توڑنے کی فکر نہوگی ہمین ذرا ۔ دیدین گے جان اگر ترے خنجر مین دم ہوا

پہلے ہی بے طلب کیے دل دیدیا تھین
یہ تو قصور آپ کے سر کی قسم ہوا

آئے وہ قبر پر مری اسکی ہوئی خوشی
ہان اسکا غم ہی کیون مرے مرنیکا غم ہوا

دل مین جگہ بنائی ہی اک بُت نے برملا
ابتو خدا کا گھر بھی لو بیت الصنم ہوا

کیون ہو نہ فخر تختۂ مشقِ جناب ہون
مُجبر ہوا ہی جب کوئی تازہ ستم ہوا

محروم اک ہمین ہین ہزارون ہین تر بتر
چھینٹا کوئی ادھر نہ ای ابرِ کرم ہوا

ای بیخبر ہوئی نہ تجھے کچھ اسکی بھی خبر
سوے عدم روان ترا بیمارِ غم ہوا

دینے لگا ہی دم کوئی اُنکو بھی فتنہ گر
سُنتا ہون ابتو ناک مین انکا بھی دم ہوا

شاکی نہونگا مین کبھی ایذا پسند ہون
جو کچھ ستم ہوا ترے صدقے وہ کم ہوا

پھر آج کیا ہی کل تو یہ فرار ہی تھے آپ
دل پر جو نقشِ غیر تھا وہ کالعدم ہوا

بندش ہو صاف صاف معانی ہون دلپسند
وہ شعر کب ہی جسمین کہ پہلوی ذم ہوا

ہمسے تو زلفِ یار بھی ٹیڑھی بنی رہی
سیدھا نہ ایک دن بھی کوئی خمّ دیم ہوا

مرنے کی غیر کے جو ہوئی گوش زد خبر
بیساختہ پکارے وہ ہے ہے ستم ہوا

تنہا نہین روان ہوئی فرقتین فوجِ اشک
ہمراہ نالہ بھی لیے طبل و علم ہوا

کیا اُنکو آئے رحم مرے خط کو دیکھ کر
حالِ دلِ حزین نہ کسی دن رقم ہوا

میکش وہ ہون وہ جامِ سفالین کی قدر ہے
جو لب سے ملگیا مرے وہ جامِ جم ہوا

میکش طوافِ میکدہ وہ آگیا پسند
اِک دن بھی قصد اپنا نہ سوے حرم ہوا

کس کو دکھاتے کل جو وہ اپنے حضور تھا
موسیٰ سے تھے اور نہ رشک سے جلنے کو طور تھا

موسیٰ تجلی گاہ کو سمجھے کہ طور تھا
وہ چاندنا تو یار سے بہت دور دور تھا

خلوت تھی مے تھی یار تھا جامِ بلور تھا
مین کیا کہون کہ کیا مجھے حاصل سرور تھا

جسوقت مین شراب کے نشئے مین چور تھا
پیشِ نظر مرے تری رحمت کا نور تھا

ہو حق تھی میکدے مین عجب شب کو نور تھا
مستون کے سر پہ سایۂ ربِ غفور تھا

حیرت تھی مجھکو سامنے جامِ بلور تھا
ساقی کا عکسِ رُخ تھا کہ ساغر مین نور تھا

اک عمر سے جو مجھ پہ عتاب حضور تھا
یہ تو بتایئے کہ مرا کیا قصور تھا

یہ مین نے فرض کر لیا میرا قصور تھا
اک بات پر بگڑنا اُنھین کیا ضرور تھا

شیشے ہی چکنا چور نہ تھے اُسکی بزم مین
سنگِ ستم سے دل بھی مرا چور چور تھا

زائل شباب ہوتے ہی رنگت بدل گئی
وہ حُسن کیا ہوا انھین جس پر غرور تھا

ہم ہر جگہ یہ دیکھتے ہین برق روے یار
موسے کی دید گاہ فقط ایک طور تھا

حق جسکو کہہ رہا تھا کہ دیکھو سوِ جبل
اے حضرتِ نبیؐ وہ کوئی اور طور تھا

بھولے سے کل جو آئے تھے بھولی ہی سی سہی
گھر تک تو میرے آنا تھا ملنا ضرور تھا

باتین بنا رہا تھا وہ بُت کل کسی کے گھر
مُخبر یہ بن رہی تھی کہ یوم النشور تھا

جسکی مجھے تلاش تھی پہلو مین تھا مرے
میری سمجھ سے دور تھا کب مجھ سے دور تھا

کس بے وفا کے دام مین پھنسکر ہوا خراب
او نامراد دل تجھے کچھ بھی شعور تھا

بیچارے دل کو کھینچکے یہ آنکھین لے گئین
ہم صاف یہ کہین گے انھین کا فتور تھا

مٹی کے دینے مین بھی اگر عذر ہو انھین
آنا ہی میری قبر پہ پھر کیا ضرور تھا

ہم ملکِ تن سے گذرے بھی تو گذری سطرح
عمرِ رواں رہی جبتک عبور تھا

میری شبِ فراق بھی ہمدوشِ حشر تھی
نالے کی ہر صدا مین نہان شورِ صُور تھا

ق

اک روز وقتِ صبح تھا دن تھے بہار کے
سوے مزارِ حضرتِ میکش عبور تھا

پڑھتا مین فاتحہ کہان توفیق تھی مجھے
جوشِ شبابِ حُسن کی مستی مین چور تھا

آئی صدا بیاد ببین طفل نازنین
جب ہم جوان تھے تو ہمین بھی غرور تھا

میدان مین آج کٹ گئے وہ تیغ نظم سے
طبعِ رسا پہ جنکو بہت کچھ غرور تھا

شانہ ہلا ہلا کے جگاتی تھی حورِ عین
میکش شرابِ مرگ کے نشئے مین چور تھا

کیا دل مین ٹھکانا ہو کسی ملت و دین کا
اُلفت نے کسی کی ہمین رکھا نہ کہین کا

اللہ رے رُتبہ ترے کوچے کی زمین کا
جُھکتا ہے جسے دیکھکے سر چرخِ برین کا

دل پھر جو دُکھاؤ گے کسی خاک نشین کا
ہلجائے گا پایہ جبھی پھر عرشِ برین کا

طالب کوئی دنیا کا کوئی دولت دین کا
اک مین ہون کہ خواہان ہون کسی ایک حسین کا

چھینے نے کسی کے ہمین رکھا نہ کہین کا
اللہ نہ دے عشق کسی پردہ نشین کا

کھٹکا ہے بہت کچھ نفس بازپسین کا
ایسا نہو ظالم سے مجھے رکھے نہ کہین کا

مٹتا ہے کہدو نہ مقابل ہو کسی کے
تابان فلک حسن پہ ہی چاند جبین کا

رہجاؤگے دل تھام کے اپنا شب وصلت
دیکھوگے تڑپنا جو مرے قلب حزین کا

کسطرح تری یاد کو مین دل سے بھلا دون
مٹتا ہے مٹانے سے کہین نقش نگین کا

تقدیر مین تھا ہم تری فرقت مین مرینگے
لکھا ہوا مٹتا ہے کسی سے بھی جبین کا

اب ضعف مین تکیہ ہے فقط تار نفس پر
چھوڑینگے سہارا نہ ہم اس حبل متین کا

اُٹھتے ہین قدم اور ہی وہ لاکھ چھپائین
ہم جان چکے ہین کہ ارادہ ہے کہین کا

لیجائینگے ہم پیش خدا کونسی صورت
کچھ کار یہین کا ہوا ہم سے نہ وہین کا

بیفائدہ زاہد کو ہی مجھ سے نفرت ہے
مین اور ٹھکانے کا ہون وہ اور کہین کا

جب تو دہی یہ فرماتے ہو نفرت نہین تجھسے
کسواسطے کھلتا نہین پھر چین جبین کا

ای چرخ ستم ہی وہ چلے جائین یہانسے
اور غیر کا ہو اور ہو مکان میرے مکین کا

ایمان کی کہتا ہون کہ ایمان بھی کھویا
کھویا ہوا ہون ایسا کسی دشمن دین کا

اک عمر سے حکمی ہی دیے جاتے ہو ہمکو
ای جان جہان کچھ بھی ٹھکانا ہے نہین کا

یون خاتم دل نفس سے رکھتا ہون بچا کر
عفریت نہ لے کہین ہو جائے نگین کا

دوزخ جسے کہتے ہین تری نار غضب ہے
اک نام ہی جنت ترے کوچے کی زمین کا

مین بھول کے جنت مین نجاؤنگا پس مرگ
پیوند بنون گا ترے کوچے کی زمین کا

ہرگز نہ در پیر مغان چھوڑ کے جائے
میکش کو اگر حکم بھی ہو خلد برین کا

کسطرح چھوڑ دے کہو مینا شراب کا
میکش خراب ہے کسی خانہ خراب کا

دیکھین تو روک لے اسے گھونگھٹ نقاب کا
اب بجلیان گرائیگا عالم شباب کا

وہ لن ترانیان نہ وہ عالم شباب کا
دو دن ہی مین بدل گیا نقشہ جناب کا

یہ حال رعب سے ہے ترے آفتاب کا
نکلا ہے مُنہ پہ ڈال کے ٹکڑا سحاب کا

خط کی نمود سے ہوئی رحمت کی بھی نمود
غصّے کے دن گئے گیا موقع عتاب کا

جب اُس طرف پھرا نہ ندامت سے مُنہ مرا
رُخ میری سمت پھر گیا رحمت کے باب کا

لیتا ہے بلکی موج سے مٹھی مین کچھ نہین
اچھا نہین ہے خالی اُبھرنا حباب کا

کل گالیون پہ گالیان دیتا رہا کوئی
پہلو ہی ڈھونڈھتا رہا کوئی جواب کا

کہتے ہین جسکو حشر مری سیرگاہ ہی
یہ قبر بھی ہے اِک مرا گہوارہ خواب کا

کیا آئے نیند قبر مین اِک تنگ جای ہی
موقع ہی کچھ نہین یہان آرام وخواب کا

کھایا ہی جیسے تیری محبّت کا اسنے داغ
کُلفت سے بڑھ گیا ہی کلف ماہتاب کا

مدت ہوئی کہ ہوچکا قاصد کا فیصلہ
کیون منتظر ہے اب کوئی خط کے جواب کا

خوش آئین کسطرح مجھے جنت کی نعمتین
ہی ذائقہ زبان پہ بتون کے عذاب کا

پھر ہمسے پوچھ پاچھ ہی اب کیسی حشر مین
دُنیا مین پھاڑ ڈالا تھا چٹھا حساب کا

چھپکر کسی نے کی توبہ ہے دریا مین میکشی
پیکر اُلٹ دیا ہے پیالہ حباب کا

قدمون ہی سے لگی رہی اُس شہسوار کے
پیچھا نہ چھوڑا خاک نے میری رکاب کا

مجکو نصیری کوئی کہے اِسکا غم نہین
اُمّتی نبیؐ کی بندہ ہون مین بوترابؑ کا

میکش مین کسطرح کرون اب ترک میکشی
بہتا ہی سامنے مرے دریا شراب کا

سب جانتے ہین اسکو کہ میکش کی قبر ہی
بدلے گلون کے چڑھتا ہی شیشہ شراب کا

ردیف الباء

پیون کیونکر نہ مین ای جان شراب
مرا دین ہے مرا ایمان شراب

ہے مرے پیش نظر قلزم مے
سامنے بہتی ہے ہر آن شراب

مے کی حُرمت کو جو ظاہر کردون
پھر تو پی لے ہر اک انسان شراب

دھو دیے سب مری داغِ عصیان
بن گئی رحمتِ رحمان شراب

رند بھی لیتے ہین ایمان دے کر
مفت ملتی نہین ایجان شراب

مجکو لے اُڑتی ہی جب چڑہتی ہی | مجھ پہ رکھتی ہی یہ احسان شراب
می کی نہرین نہین سطرین اِسکی | بن گیا کل مرادیوان شراب
سجدہ کر دیتا جسے بھی آدم کو | کچھ بھی پی لیتا جو شیطان شراب
کھوئی اک جرعہ مین سب میری خودی | کیون نہو نہین ترے قربان شراب
جب نہین ہوتی نہین ہوتا ہون مین | مجکو کر دیتی ہے بے جان شراب

ذوق کو اِسکے تو میکش سے پوچھ
اور کچھ رکھتی ہے وجدان شراب

دون مین اب کیسے تو کس کس کا جواب | ہی تری ہر بات ایجاز لاجواب
دیکھکر اوسکو نہ کچھ سوجھا جواب | کر دیا اُس بت نے ہم کو لاجواب
ہو توقع اُنسے اب کس بات کی | کچھ بھی تو مُنہ سے نہین نکلا جواب
حضرتِ دل ابتو سُنکر خوش ہوئے | سیدھی سیدھی بات پر اُلٹا جواب
مین تو خود اِس بات کا ممنون ہون | نامہ جب لکھا اُنھین بھیجا جواب
حضرتِ دل اب بھی کچھ باقی ہی کیا | سُن چکے میرا سوال اُنکا جواب
زخم سُنکر بلبلے کہنا پڑا | ہو گئی اک بات مین ہم لاجواب
تجکو مین کس چیز سے تشبیہ دون | ہے نہین کونین مین تیرا جواب
کاٹے گا سر سُنکے وہ پیغام وصل | اور کیا اِسکے سوا دے گا جواب
میری صورت سر سے پا تک ہی سوال | آپ بھی بنجاؤ سرتا پا جواب
دل ہی صاف اُسکا نہین ای نامہ بر | ورنہ کیا یون صاف دیدیتا جواب
نامہ بر کے ساتھ ہی جاتے ہین ہم | آپ لینے اپنے نامے کا جواب

میکدے والو کہو انصاف سے
تم مین ہو کوئی بھی میکش کا جواب

ردیف باے فارسی

کیون ستم توڑین اب نہ مجپر سانپ | ڈستی ہی زلف مجکو بنکر سانپ

عکس رخ آئینے مین گلشن ہو — عکس کاکل سے نبے مقرر سانپ
سارے موذی ہین نفس کی خاطر — بچھو اکثر ہین اور کہتر سانپ
گنج حسن رخ فسون گر پر — پہرا دیتے ہین دو برابر سانپ
ساتھ ہر ایک دم سے مار نفس — کبھی اندر کبھی ہے باہر سانپ
چوب موسے ذرا نہ فربہ ہوئی — کھا گئی لاکھون بنکے اژدر سانپ
شانہ وہ گیسوؤن مین کرتے ہین — دیکھتے ہین بنا بنا کر سانپ
ہون وہ دیوانہ اسکے گیسو کا — مجھسے اب بھاگتے ہین ڈر کر سانپ
کشتہ کاکل چلیپا ہون — کیون نہ لوٹین مری لحد پر سانپ
عشق مین خود ہون جان سے بیزار — مجھکو کھائیگا خاک پتھر سانپ

پیتے ہی زہر چڑھ گیا میکش
بنگئی کیا شراب احمر سانپ

ردیف التاء

کھلے ہین زخم جگر لالہ زار کی صورت — خزان کا رنگ جما ہو بہار کی صورت
وہان وہ دیکھین گے پروردگار کی صورت — یہانسے جائین گے بنکر جو یار کی صورت
نظر مین کھپتی نہ جو قد یار کی صورت — نہ دیکھتا کبھی منصور دار کی صورت
ہمین جب آئی نظر اس نگار کی صورت — جب اسنے سامنے آئینہ وار کی صورت
گلے پڑی ہو کچھ ایسی نفس کی آمد و شد — گلے کا ہار ہوئی ہے یہ ہار کی صورت
فرشتے قبر مین کیون آتے ہین نہین ہو نہین — نشان بنا ہوا ہو اک مزار کی صورت
وہی ہو تم کہ جو کل رات کم سناتے تھے — بنا کے بیٹھو نہ اب پردہ دار کی صورت
یہ کشف و ستر جہان گردش زمانہ نہین — بدلتا ہے کوئی لیل و نہار کی صورت
تمہارے ابرو و لب دونون جانکے دشمن ہین — یہ شکل تیغ کی ہے وہ کٹار کی صورت
گراتا کیون نہین نفسون کی چار دیواری — یہ سد راہ ہین ای دل حصار کی صورت
موا ہو ہنستا ہوا انکا خندہ پیشانی — بنا کے بیٹھین نہ وہ سوگوار کی صورت

دھوئین اُڑا لے گی دوزخ کے آہ شعلہ بار
نظر مین برق ہو اپنی شرار کی صورت

تمہارے شکل کا اُس رنگ سے جما خاکا
کہ جبین چھپ گئی ہژدہ ہزار کی صورت

زمین پہ خاک نہ ٹھہرے گی اپنی بعد فنا
ہوا مین اُڑتی پھرے گی غُبار کی صورت

رہا ہی کیا جو وہ اب دیکھنے کو آئے ہین
بدل گئی ہی مرے جسم زار کی صورت

نہ جائین آپ جو آنکھون مین جی نہین لگتا
ہمارے دل مین رہو یار غار کی صورت

وہ آگ طور کی کچھ اور ہی تماشا تھا
دکھائی دیتا تھا موسے کو نار کی صورت

اُلٹے شیشے مین جو کچھ رہی ہو میکش
بنا کے بیٹھتا ہے کیون خمار کی صورت

ہوئی ہی پیش نظر جب سے یار کی صورت
نہ آئی خوش کسی نقش و نگار کی صورت

نہین ہی جب سے کچھ اختیار کی صورت
ملی ہے مجھے مرے پروردگار کی صورت

شراب دینے مین ساقی ہو اب بھی کیا حجت
سلے ابتو دیکھ لی ابر بہار کی صورت

یہ عشق ایسی بلا ہے کہ چھوڑتا ہی نہین
بگاڑ دیتا ہی ہر وضعدار کی صورت

بگولے یون جو تبرک کیطرح بانٹتے ہین
ملی ہے خاک مین کس خاکسار کی صورت

اسے معاف کرو اے بُتو نہ سجدے کر لو
کسی سے ملتی ہے زنار دار کی صورت

صبا جو خاک اُڑاتی ہی میری یون تو اُڑا
کہ پھر زمین پہ نہ دیکھون مزار کی صورت

لحد مین کشتہ کاکل کو نیند کیا آتی
کفن کا تار تھا ایک ایک مار کی صورت

پہونچتا ہون کہین نائے نفس کے گھوڑے پر
پیادہ چلتا ہون گو نے سوار کی صورت

اُچھلتے رہتے ہین شعلے ہر اک بُن مو سے
ہی نخل تن مرا بالکل چنار کی صورت

نفس کا تار ہی کافی ہے ستر پوشی کو
ہی جسم زار مرا ایک تار کی صورت

ہو جسکو تکیہ فقط رزق آسمانی پر
وہ دیکھتے بھی نہین روزگار کی صورت

نہ ذبح کر مجھے نیچی نگاہ سے ظالم
دکھا تو دے ذرا خنجر کی دہار کی صورت

ہر ایک شاخ مین ہو ایک فیض رنگا رنگ
گلون مین گُل ہی تو خارون مین خار کی صورت

وہی یہ میکش مُغلوی ہو جسکی روح کہین
ڈھلی تھی سانچے مین اِک بادہ خوار کی صورت

ردیف تای ہندی

کھا کھا کے لاکھون بچگئے تیغ و تبر کی چوٹ
لیکن نہ وہ بچا لگی جسکو نظر کی چوٹ

یہ وہ نہین جو کھائے کوئی رہگذر کی چوٹ
اہلِ نظر ہی کھاتے ہین اہلِ نظر کی چوٹ

چوٹین نہ چلیے بیٹھ کے میرے مکان مین
زندہ نہ چھوڑیگی مجھے یہ میرے گھر کی چوٹ

اُس جنگجو کی بزم سے کورے نہ بچ سکے
روکی جو سر کی چوٹ تو کھائی کمر کی چوٹ

تلوار آڑے ہاتھ سے اِک تو بھی تو لگا
ترچھا تو کر چکی تری ترچھی نظر کی چوٹ

اُسوقت کام آتی ہی جب ہوتے ہین جوان
کھائین جو طفل طفلی مین دستِ پدر کی چوٹ

سچ ہے مثل سُنار کی سو اِک لُہار کی
آہن کی اور چوٹ ہی اور زر کی چوٹ

برساؤ سنگ ابتو نہ چھوڑین گے کوے یار
ہم جان دینے آئے ہین کیسی حجر کی چوٹ

سر کیا کھلا ہے اپنا مقدر ہی کھل گیا
سرین لگی ہو جیسے کسی سنگِ در کی چوٹ

کچھ دن اگر ہے اور بھی منظور زندگی
میکش شراب عشق سے سینکو جگر کی چوٹ

ردیف ثای مثلثہ

آج پھر بدلی ہو اُس بُت کی نظر کیا باعث
خلق کو کرتا ہے کیون زیر و زبر کیا باعث

دل مین تو باقی رہی تھی نہ کوئی لذتِ قتل
پھر ترو تازہ ہوئے زخمِ جگر کیا باعث

جب چلے آئے ہو کل ترکِ تعلق کر کے
آج پھر جاتے ہو کیون غیر کے گھر کیا باعث

سارے عالم سے خبردار ہین ہشیار بھی ہین
نہین لیتے وہ مگر میری خبر کیا باعث

عیب ہین عیب بھی تو مجھین نہین دیکھتے کچھ
خاک مین ملگئے پھر میرے ہُنر کیا باعث

جب وہ کہتے ہین نہین غیر کے مرنے کا قلق
پھر جھکی جاتی ہے کیون اُنکی کمر کیا باعث

عشق مین اُسکے ہے نقصان سراسر لیکن
نہین کرتی جو کوئی پند اثر کیا باعث

یہ بھی مین جانتا ہون کہتے ہین سب تمکو مسیح
تمسے اچھا نہو یہ دردِ جگر کیا باعث

کل تو میخانے مین مے پیتے تھے بیٹھے ہوئے شیخ
اب مرے سامنے جائین وہ مُکر کیا باعث

کرتا ہون بیٹھا ہوا گھر مین نظارہ اُس کا
معتقد ہون نہ مرے اہلِ نظر کیا باعث

میکشی جب کہ کسی کی ہو عبادت میکش
دورِ مے کیون نہ چلے وقتِ سحر کیا باعث

ردیف الجیم

دیکھون تو ہے کس بُرج مین وہ رشکِ قمر آج
کونین مین پھیلاتا ہون دامانِ نظر آج

ہو جاتے نہ سب عیب جو یہ میرے ہنر آج
نظرون سے گراتے نہ مجھے اہلِ نظر آج

ہوتا جو دعاؤن مین مری کچھ بھی اثر آج
جاتے نہ وہ یون لڑکے کبھی غیر کے گھر آج

بیجرم کٹے جاتے ہین اک خلق کے سر آج
معلوم نہین انکو ہے کیا مدِ نظر آج

پونچھا دیا نامہ مرا شاباش کبوتر
اللہ کرے بنجائین ترے سونیکے پر آج

معلوم نہین کسکو وہ پامال کرین گے
بدلے ہوئے تیور ہین غضب کی ہی نظر آج

کر اُس سے محبت کہ ہو جو ساتھ ابد تک
یہ کام نہ آئین گے جو ہین خویش و پسر آج

موسیٰ ہی پہ کچھ ختم نہین طور کا جلوہ
ہو آنکھین تو موجود ہین وہ سنگ و شجر آج

مین کیا کرون زاہد نہین مجھ سی تری آنکھین
جو کل نظر آئیگا وہ آتا ہی نظر آج

کل دیکھنا پھر ہم ہین وہی پہلے جو کچھ تھے
گو نام کو لپٹی ہوئی ہے خاک کدر آج

اک وہ بھی تھی دن ہمکو بلاتے تھے کہین سے
اک یہ ہین کہ خود کہتے ہو آئے ہو کدھر آج

یہ کونسے میکش کا ہی پرتو ارے ساقی
جو نور سے معمور ہے میخانے کا در آج

ردیف جیم فارسی

اُسکے کوچے سے ابھی مجکو نہ اے تقدیر کھینچ
ہو یہی جلدی تو گردن پر مری شمشیر کھینچ

اے دلِ نالان نہ یون اب آہِ بے تاثیر کھینچ
کھینچنا منظور ہے تو نالۂ شبگیر کھینچ

خود بخود اپنے تصور مین اک آتا ہی حسین
ہم تو جب جانین مصوّر اُسکی دے تصویر کھینچ

دیر ہی کچھ دم کی یہ عشاق کیون مایوس ہین
پھر نہین رُکنے کا قاتل لیگا جب شمشیر کھینچ

نسخ ہو جائے ابھی سب جس سے قسمت کا لکھا
وہ قلم تقدیر پر اے کاتبِ تقدیر کھینچ

ہو گئی تلوار گر بیکار قاتل فکر کیا
اب کمان چلّے چڑھا ترکش سے اب اک تیر کھینچ

مٹ چکا دل سے خیالِ خامِ حُبِّ نوخطان
مجکو کانٹونکی طرف اب تو نہ اے تقدیر کھینچ

اب اسیری کی ہوس کب ہی ترے دیوانیکو
طوق گردن سے جُدا کر پانونسے زنجیر کھینچ

ای تصور آنکھ مین لیکر شبیہہِ یار کو
مانی و بہزاد سے اچھی کوئی تصویر کھینچ

مارڈالے گی جہان کو اُس صنم کی گفتگو
جسم سے وہ جان لیتا ہے دمِ تقریر کھینچ

گرد یا میکش کو دیوانہ شرابِ عشق نے
موے پیشانی پکڑ اپنی طرف یا پیر کھینچ

ردیف حای حطی

پھر اب ستم کرین وہ ستمگار کی طرح
پھر کھینچین تیغ ابروخمدار کی طرح

کافر بنا سے دیتی ہی کاکل جناب کی
ڈالو نہ اسکو دوش پہ زنار کی طرح

تیرِ نگاہِ ناز ترا دل مین گڑ گیا
آنکھین پھٹی ہی رہگئین سوفار کی طرح

بخشا گیا مین یون کہ مرا نامۂ عمل
لپٹا ہی رکھا رہ گیا طومار کی طرح

جو تجکو دیکھ پائین گی خلوتمین اک نظر
جھگڑینگی وہ نہ کافر دیندار کی طرح

کس بود پر گھمنڈ کرین ہم کہ دہر مین
کچھ دم ہین اور سایۂ دیوار کی طرح

تفتیدہ دل ہون باغمین جانی سے فائدہ
راحت کہین نہین مجھے بیمار کی طرح

لیجائے کسطرح نہ صبا بوی زلفِ یار
مہکی ہوئی ہے نافۂ تاتار کی طرح

پونہچون گا لیکے بار امانت کو حشر مین
پھرتا ہون خلق مین لیے بیگار کی طرح

تیغِ ادا کی باڑھ بنا ہو ترا سنگار
زخمی کرے گا لاکھ مین تلوار کی طرح

رگ رگ مین بھر رہی جو میکش شرابِ عشق
سیراب تن ہی خانۂ خمار کی طرح

ردیف خای معجمہ

گلشن مین یار اور ہی پوشاک یار سُرخ
دو چند کسطرح نہ ہو رنگِ بہار سُرخ

پھولی ہی اک شفق سی جو گل صحن باغ مین
جوڑا پہنکے آیا ہے کیا وہ نگار سُرخ

فرحت ہوئی کسیکو یہ مرنے سے میرے آج
چہرے کا رنگ ہوگیا بی اختیار سُرخ

کہتا ہے بار بار یہ میرا گمان بد
کچھ نیل بھی ہو گرچہ ہو رخسار یار سرخ

وہ کچھ چڑھائے بعد فنا گلر خون نے گل
پھولون سے ہو گیا مرا سارا مزار سرخ

یہ تو بتائیے مجھے کیا مین نے کہدیا
غصے سے آپ ہوتی ہین کیون بار بار سرخ

مقتل مین شرمسار نہ کرائے رگ گلو
کچھ تو اچھل کر جس سے ہو دامان یار سرخ

اسکی بھی کچھ خبر ہی کہ یہ کسکا خون ہے
دشت و جبل مین ہی جو ہر اک نوک خار سرخ

میدان مین آکے پھر نہین رکتے کبھی جری
کرتے ہین ایک دم مین صف کارزار سرخ

دور صبوحی مین تھی یہ کس رنگ کی شراب
میکش بنے ہین سارے ترے بادہ خوار سرخ

ردیف دال مہملہ

نازان ہی کیون عدو وہ نہین ہی عدو پسند
خنجر کرے گا یار کا میرا گلو پسند

باتین عدو کی اور ہین انکو عدو پسند
کیونکر کرین گے اب وہ مری گفتگو پسند

ہدیہ وہ ہے کرے جسے وہ خوبرو پسند
ہے آرزو کہ ہو دل پر آرزو پسند

یون تو سبھی ہین شیشۂ و ساغر سبو پسند
میکش مگر شراب کی ہی ہمکو بو پسند

دہلی کرے پسند جسے لکھنؤ پسند
اچھا ہے وہ کلام جو ہو چارسو پسند

بھولی بہی تھی باتین بھی تھین انکی صاف صاف
اللہ کو یون کلیم کی تھی گفتگو پسند

محفل مین آج تیری عدو بھی ہی مین بھی ہون
ہوگا وہی پسند کرے جسکو تو پسند

محو صلوٰۃ دید بتان ہون مین ہر گھڑی
یہ وہ نماز ہے کہ جو ہے بے وضو پسند

کہتے ہین وہ اسی کا بہائین گے خون ہم
جسکا ہماری تیغ کرے گی گلو پسند

کسنے کہا کہ قتل کے لائق نہین ہون مین
چکھ کر زبان تیغ کرے خود لہو پسند

اس بحر حسن سی نہین خواہان آبرو
بے آبرو ہین ہمکو نہین آبرو پسند

سب کچھ پسند ہے ترے مجروح کو مگر
چاک دل حزین کا نہین ہی رفو پسند

سر پر اٹھائے لیتا ہے پیر مغان کا گھر
میکش نہین تری یہ ہین ہای ہو پسند

ردیف دال ہندی

شل زاہد کب ہی ہمکو پارسائی پر گھمنڈ — تیری بخشش پر ہی تیری کبریائی پر گھمنڈ
اپنی صورت کو دکھاتے پھرتے ہین مخلوق مین — ان بتون کو کسقدر ہے خودنمائی پر گھمنڈ
سب فنا ہو جائینگے باقی رہیگی تیری ذات — تجکو سب زیبا ہی جتنا ہو خدائی پر گھمنڈ
راہ پر لائے نہ جب تیرے کسی گمراہ کو — خضر کیون رکھتے ہین پھر اب رہنمائی پر گھمنڈ
کہتے ہو کردین گے ہم ٹکڑے ابھی تلوار سے — اتنی طاقت اور یہ نازک کلائی پر گھمنڈ
ساتھ ہی بحرِ جہان مین چار دن شل حباب — تن کو ہی کس روح کی پھر آشنائی پر گھمنڈ
دیکھ سکتا تھا نہ مین جسکو اُسے دکھلا دیا — کیون نہو یارب تری قدرت نمائی پر گھمنڈ
رحم کر کچھ ہم پہ او بُت بندۂ اللہ ہین — یہ تکبر حُسن پر یہ بے وفائی پر گھمنڈ

جانتی ہی خلق سب بدکار ہے میخوار ہی
کیسے ہم میکش کرین کس پارسائی پر گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

واسطے اُنکے لکھائین کہو ہم کیا تعویذ — کارگر ہوتا نہین اب کوئی گنڈا تعویذ
نقشِ حُب باندھا تو وہ اور ہوئی دشمنِ جان — کیا غضب ہے کہ اثر کر گیا اُلٹا تعویذ
جس سے ہو جائے مسخر وہ پری وش اپنا — ایسا کوئی ہین لکھکر نہین دیتا تعویذ
ہم یہ سمجھے کہ شبِ تار مین نکلا خورشید — وصل مین یار کی چوٹی کا جو چمکا تعویذ
ہولِ دل کے لیے لیجائین دلِ عاشق کو — صورتِ نادعلی اُنکا بنے گا تعویذ
رشتۂ جان کی خبر لیتے ہین اُسکے ڈورے — دل کو کر لیتا ہے تسخیر تمہارا تعویذ

قبر میکش پہ برستی ہی شرابِ رحمت
غرقِ مے رہتا ہی ہر وقت لحد کا تعویذ

ردیف رای مہملہ

رکھے تو وہ سفاک مرا سر تہِ خنجر — آجائے ابھی جان سمٹ کر تہِ خنجر
کسطرح چلا جاؤن تڑپ کر تہِ خنجر — لاتا ہی نہین ہاے مقدر تہِ خنجر

رکھو سرِ عشاق سنبھل کر تہِ خنجر
آ سکے نہ کہیں زلفِ معنبر تہِ خنجر

اتنا نہ تڑپ اے دلِ مضطر تہِ خنجر
رکھ سینے دے قاتل کو برابر تہِ خنجر

خون کھائے گا جسدم مرا چکر تہِ خنجر
اُسوقت کھلین گے مرے جوہر تہِ خنجر

اولاد کو اللہ سے بہتر جو سمجھتے
رکھتے نہ پیمبر کو پیمبر تہِ خنجر

ہر سمت ہوا اک نعرۂ تکبیر کا غل ہی
آیا ہے کوئی کافر الکفر تہِ خنجر

وہ تُرک مرے قتل پہ باندھے جو کمر کو
آ بیٹھون ابھی سر کو جھکا کر تہِ خنجر

تقدیر نے وہ تیر قضا تول کے مارا
لے آیا پلنگ کو سکندر تہِ خنجر

چلتی نہ ازل ہی مین جو تقدیر الٰہی
ہوتے نہ کبھی سبطِ پیمبر تہِ خنجر

بیکار رہی باڑھ تو جھنجھلا کے وہ ظالم
بولا یہ کوئی سر ہو کہ پتھر تہِ خنجر

ابرو کے اشارے سے تبسم تھا دمِ ذبح
چلتے تھے نہاں اور بھی خنجر تہِ خنجر

او ترک نہ کر قتل مین اتنی مرے جلدی
کہہ لینے دے اللہ اکبر تہِ خنجر

ہمراہ مرے میری تمنائین ہوئین قتل
بیکار رہی اک کٹ گیا لشکر تہِ خنجر

چلتا ہے رگِ جان پہ اُدھر ہاتھ کسیکا
ہین قطع اِدھر جسم کے جوہر تہِ خنجر

خوابیدۂ غفلت کی بھی اُسوقت کھلی آنکھ
لے آئی اجل جب سرِ بستر تہِ خنجر

عالم وہی حق بات سے اُس جا بھی نہ چوکے
ہوتا ہو جہان سر سرِ منبر تہِ خنجر

برباد کیا لاکھون کو سر لاکھون کے کاٹے
اِس عشق نے کر ڈالے بہت گھر تہِ خنجر

پھرتے ہی چھری حلق پہ بجتا ہے کچھ اور
حیوان کے نکل آتے ہین دو پر تہِ خنجر

اُس آنچ مین ہنس ہنس کے گلے رکھتے ہین عشاق
جلتے ہون جہان بال سمندر تہِ خنجر

جب ہاتھ چلے تیرا تری شکل کو دیکھون
رکھ یون مرا سر او مرے دلبر تہِ خنجر

بولا وہ دمِ ذبح نقاب اپنا اُلٹ کر
دکھلاتے ہین یون نیّرِ محشر تہِ خنجر

کچھ گالیان کچھ میٹھی نظر تھی جو دمِ ذبح
ملتا تھا مجھے قندِ مکرر تہِ خنجر

اِس ظلم سے صیاد نے بلبل کو کیا قتل
گردن پہ دھرے پہلے گلِ تر تہِ خنجر

پہچان کے جھٹ ہاتھ اُٹھا لیتا ہے ظالم
جب آتا ہون مین آنکھ بچا کر تہِ خنجر

زد پڑتی ہین دو ایک ہی جنبش مین غضب ہے | مژگان ترا ابرو ہے کہ خنجر تہ خنجر

میکش کے دم ذبح بھی ساغر رہے چلتے
حورون نے پلائی مئے کوثر تہ خنجر

دونون ہاتھون سے اے ظالم پھیر گلے پر دو خنجر
مین بھی دیکھون انکا مزا کچھ چلتے ہین کیونکر دو خنجر
ابرو و مژگان ہین قاتل کے نیچے اوپر دو خنجر
کھائے نہ کیونکر جسم و جان پر عاشق مضطر دو خنجر
انکے منگانے کا ہے ارادہ رکھے جو ہین گھر دو خنجر
ٹوٹ چکے میرے قاتل کے میرے گلے پر دو خنجر
بول اٹھا میرا قاتل جسوقت گری تلوار کی باڑھ
ابتو نہ زندہ چھوڑون اسے کوئی لاؤ جا کر دو خنجر
آمد و رفت تیغ نفس سے لب کی ثنا مین مجھپر چلین
اندر اندر دو شمشیرین باہر باہر دو خنجر
طفلی مین بھی یہ دانائی رکھتا ہے قاتل دور اندیش
قتل کو میرے جب آتا ہے آتا ہے لیکر دو خنجر
تڑپا کیا شب بھر فرقت مین ہائے نہ مجکو یاد آئے
رکھے رہے میرے پہلو مین زیر بستر دو خنجر
کشتہ تیغ ابروے قاتل مجکو زمانہ جانتا ہے
چڑھتے ہین میری تربت پر ہمراہ چادر دو خنجر
دل سے فراغت ہو تو جگر کی بھی کچھ کرنا چارہ گری
اسنے لگائے ہین کل دونون سمت رفوگر دو خنجر
آٹھ پہر وصف لب پہ دل مین ابروؤن کا ہو خیال
چلتے ہین دن رات یہ مجپر اندر باہر دو خنجر

ہلتے ہین جب بال سُرا اُن جنبشِ ابرو کے ہمراہ
چلتی ہین دو گولیان دل پر اور جگر پر دو خنجر

اُنکی نظر بھی شامل تھی جب ذبح ہوا میرا قصدا
خلقِ خدا کہتی تھی کہ ظالم ایک کبوتر دو خنجر

دونون بھون کی جنبش سے کرتے تھے دو پارہ گردنِ کفر
تیغ دو پیکر رکھتے تھے رکھتے تھے نہ حیدر دو خنجر

ہونٹ نہین اُس جانِ جان کے وقتِ تکلم ملتے ہین
چلتے ہوئے آتے ہین نظر ہمکو لبِ کوثر دو خنجر

ابروؤن کا اُس شوخ کے گر واعظ کو آجائے خیال
چلنے لگین سینے پر اُسکے بر منبر دو خنجر

ذبح بھی مین پورا نہ ہوا اور قاتل کے بھی ٹوٹ گئے
سنگینی سے جسم مرا جب بنگیا پتھر دو خنجر

دشنۂ عشق اِک آن نہ مجکو طفلی مین سونے دیتا تھا
میرے لیے تھے گویا دونون پہلوِ ادر دو خنجر

کام جو کوئی غیر شریعت ہوتا ہے چلنے لگتے ہین
بنکر دل مین خوفِ خدا و خوفِ پیمبر دو خنجر

دکھلاؤن میکش تمکو میدانِ سخن مین بانک کے ہاتھ
ساقی کو بلواؤ ابھی اور دیکر ضا عنبر دو خنجر

یکتا ہے دو عالم ہو کوئی تم سا نہین اور
پردے مین بھی بے پردہ ہی وہ پردہ نشین اور
ہم اسلیئے گھستے ہین درِ بُت پہ جبین اور
کسطرح سے ہو دل مین مرے کوئی مکین اور
کچھ روز رہا سر پہ جو یہ چرخِ برین اور

کسطرح سے یہ کہدون کہ ہین تمسے حسین اور
رہتا تو کہین اور ہے شہرت ہے کہین اور
شاید کہ چمک جائے مُقدّر کا نگین اور
عالم مین سوا اُنکے نہین عرش نشین اور
لیجائین گے مٹی مین ترے خاک نشین اور

اِک یہ بھی زمین ہی جسے سب دیکھ رہے ہین
اِک دل تھا تمھین دیدیا مدت ہوئی صاحب
اسولسطے کرتا ہون گنہ اور زیادہ
یہ خاتمِ دل اور کجا مہرِ سلیمان
کہدو اُٹھین باز آئین نہ وہ مشقِ ستم سے
کسطرح کہون غیر کی صحبت نہین اچھی
سب خاک مین سو جائینگے جتنے ہین یہان پر
کل کہنے لگا دیکھکے وہ گورِ غریبان
زاہد تجھے کیا قدر ہو اس عشقِ بتان کی
ہر روز مرے شعر مین بڑہتی ہے ملاحت
تشبیب سے تنزیہ کو کسطرح دون تشبیہ
خود کہتے ہین وہ ہم رگِ گردن سے قرین ہین
چھپتا ہے کہین شوخیِ رفتار تو دیکھو
ہوتا ہے یہ ثابت وہ کہین اور گئے ہین
کیون سنتے ہین وہ مجکو ابھی کرنے دین فریاد

ہم جسکو سمجھتے ہین زمین ہے وہ زمین اور
واللہ نہین اور نہین اور نہین اور
ہو جاؤن کسیطرح سے رحمت کے قرین اور
ہان وہ بھی نگینہ تھا مگر ہے یہ نگین اور
ہونے دو اگر ہو کوئی پیوندِ زمین اور
سمجھانے سے ہو جاتے ہو تم چین بہ جبین اور
ہوتے ہی چلے جاتے ہین ہر روز دفین اور
یہ اور مکان ہین یہان رہتی ہین مکین اور
یہ ذائقۂ کفر ہے ہی لذتِ دین اور
ہوتا ہی چلا جاتا ہے دیوان نمکین اور
وہ چاند مرا اور ہی یہ ماہِ مبین اور
حیرت ہی کہ پھر ڈھونڈھتی پھرتی ہین کہین اور
اقرار کہین اور کا جاتے ہو کہین اور
لیجاتے ہمین ساتھ اگر جاتے کہین اور
کچھ روز یوہین ملنے تو دین عرش برین اور

میکش کو ابھی ہوش نہین آئیگا ساقی
کچھ دیر پڑا رہنے دے بھٹی کے قرین اور

مرمٹے اور محبت کو نبا ہین کیونکر
دیکھو کسپر یہ چھُری پھرتی ہی سنبھلو سنبھلو
ضبط کو ضد ہی کہ لب تک بھی نہ آنے پائین
غیر پر رازِ محبت نہ کھُلے حکم یہ ہے
ہم تصور سے تمھین دل مین بلالین گے ابھی
دیکھکر مجکو وہ کرلیتے ہین نیچی نظرین

گرہ

یہ طریقہ تو بتا دو تمھین چاہین کیونکر
پھیرے لیتے ہو مرےجان نگاہین کیونکر
عرش تک جائینگی یارب مری آہین کیونکر
زور سے ہم کسی محفل مین کراہین کیونکر
بند کردے گا کوئی دیکھین تو راہین کیونکر
غیر سے لڑتی ہین اللہ نگاہین کیونکر

اپنی تعریف سے وہ خوش نہین ہوتا ہرگز
لوگ میخانے مین میکش کو سراہین کیونکر

کیسلیے رکھتا ہی قاتل گھر مین خنجر توڑکر
چھوڑ دے پھر مجکو میرے سر مین خنجر توڑکر

کہتے ہین مجھ سخت جانکے قتل کا سُنکر سوال
کون کھوئے اپنا اِس پتھر مین خنجر توڑکر

پھر کیئے نگے قتل وہ اے نیمجان گھبرا نہ تو
دیدیا پھر دستِ آہنگر مین خنجر توڑکر

جانے خنجر کھُلتے تھے ہر بات پر پیشِ اجل
چھپ گئے وہ دامنِ مادر مین خنجر توڑکر

جانے کیا رحم آگیا جو چھوڑکر زندہ مجھے
رکھ گیا قاتل مرے بستر مین خنجر توڑکر

جی مین آتا ہے کہ پہلو چیر ہی ڈالون ابھی
چھوڑ دون اپنے دلِ مُضطر مین خنجر توڑکر

ذبح کرنا عاشقونکا بھولوگے اُس روز تم
پھینکدوگے جب صفِ محشر مین خنجر توڑکر

قتل سے باز آگئے میرے وہ ظاہر ہوگیا
دیدیا جو دستِ نامہ بر مین خنجر توڑکر

کام کر قاتل وہ ممکن ہو نہ جس کا اندمال
رکھدے ہر زخمِ تنِ لاغر مین خنجر توڑکر

خود بخود زخمی ہی جو ہر عضو میرے جسم کا
کیا ملا یا ہی مرے جوہر مین خنجر توڑکر

ہوچکین میکش بہت کچھ معرکہ آرائیان
پی شرابِ معرفت رکھ گھر مین خنجر توڑکر

کچھ تازہ ستم اہی ستم ایجاد کیا کر
ہم صبر کرین اور تو بیداد کیا کر

اتنے بھی نہ نالے دلِ ناشاد کیا کر
یون تو نہ مری خاک کو برباد کیا کر

برباد ہی کرنا تجھے آتا ہے ستمگر
آغوش تو میری کبھی آباد کیا کر

میرے ہی کہے پر نہ رہا کر ارے قاصد
کچھ اپنی طرف سے بھی تو ایجاد کیا کر

اِک آن نہین بھولتے ہم تجکو کسی روز
بھولے ہی سے تو ہمکو کبھی یاد کیا کر

اے دستِ جنون تو ہی کیا کر کوئی چارہ
بیکار نہ منت کشِ فصّاد کیا کر

اتنا ہی نہ بس دل ہی مین گھُل اے دلِ کمگو
کمبخت کبھی نالہ و فریاد کیا کر

بیداد پہ بیداد غضب ہی یہ ستم ہی
کچھ رحم تو ظالم ارے جلّاد کیا کر

اللہ کی نعمت ہے دکھا سارے جہان کو
پوشیدہ نہ یہ حُسنِ خداداد کیا کر

میخواری ہی مین عمر کٹی جاتی ہی میکش
ظالم کبھی اللہ کو بھی یاد کیا کر

ردیف رائے ہندی

چھوڑ دُنیا کو اور عقبیٰ چھوڑ
ہاتھ سے اب نہ دستِ مولا چھوڑ

دست کوتاہ کر نہ اے قاتل
ہاتھ اگر چھوڑتا ہے پورا چھوڑ

مُلکِ تن سے ہو اِسطرح رخصت
دل مین اپنے نہ کچھ تمنا چھوڑ

کُھل گیئن ہڈیان بھی سب تن کی
ابتو اے عشق میرا پیچھا چھوڑ

جسطرح چھوڑتے ہین ناگن کو
رُخ پہ یون کاکلِ چلیپا چھوڑ

آتشِ عشق تو نہین بجھتی
لاکھ اے اشک اپنا دریا چھوڑ

تو بھی تو چھوڑ کچھ مری خاطر
ہمنے اے جان دیا ہی کیا کیا چھوڑ

اُٹھ چکے ہین مسافرانِ عدم
جا رہے ہین سرائے دُنیا چھوڑ

عمر کے چند روز باقی ہین
ابتو میکش شراب پینا چھوڑ

ردیف زائے معجمہ

راضی ہوا نہ وصل پہ وہ سیمبر ہنوز
بڑھتا چلا ہی جاتا ہی دردِ جگر ہنوز

کوشش تو کر رہے ہین وہی چارہ گر ہنوز
لیکن رفو ہوئے نہین زخمِ جگر ہنوز

مین نے تو ایک اور بھی خط لکھ کے رکھدیا
لیکر جواب آیا نہین نامہ بر ہنوز

پونہچا نہ کچھ بھی نارِ جہنم سے فائدہ
تر ہے اُسی طرح مرا دامانِ تر ہنوز

عید الضحیٰ کے دن بھی گئے ہاتھ سے نکل
راضی ہوئے نہین وہ مرے ذبح پر ہنوز

بلبل کی بعد مرگ بھی مٹی ہوئی خراب
اُڑتے ہین گلستان مین پڑے بال و پر ہنوز

چل نکلے گھر سے راہ روانِ رہِ فنا
پونہچا نہین ہم یہان زادِ سفر ہنوز

جاری ہی قبر مین بھی وہی آہِ آتشین
میری لحد سے اُڑتے ہین ہر سو شرر ہنوز

میکش اگرچہ تیسرا دیوان بھی ہوگیا
لکھنا ہی شعر تمکو نہ آیا مگر ہنوز

ردیف سین مہملہ

زیست مین آنے نہ دیتے تھے کبھی دامن کے پاس
بیٹھ کر روتے ہین اب وہ کیون مرے مدفن کے پاس

پھیرتا رہتا ہی تیغِ سُخنُ اقرب ہر گھڑی
گھر بنا رکھا ہے ظالم نے رگِ گردن کے پاس

آڑ مین دکھلا کے اپنی رُوی رخشان کی جھلک
بجلیان برسا رہے ہو کیون کھڑے چلمن کے پاس

جان بلب سُنکر مجھے نکلی ہین گھر سے غیر کے
اب بھی کیون آتی ہین وہ بیٹھی ہین دشمن کے پاس

ملکیت اپنی سمجھتا ہے متاعِ جان کو نفس
مثلِ دہقان خوش ہوا ہی بیٹھکر خرمن کے پاس

جتنے دل اُسنے اُڑائے تھے وہ ساری کھو گئے
مالِ مسروقہ نہین رہتا کسی رہزن کے پاس

سجکے یون لاشہ اُٹھا تیرے شہیدِ ناز کا
جا رہا ہو جس طرح دولہ کسی دُلہن کے پاس

کیون نہ لون ای گل مکان مین تیرے کوچے کے قریب
بُلبُلون کے آشیانے ہوتے ہین گلشن کے پاس

حضرتِ دل اُنکو لے آؤن مکان مین کسطرح
وہ پھٹکتے بھی نہین آکر مرے مسکن کے پاس

ڈھانپ ہی لیگی تجھے مکیش ردای مغفرت
آتشِ دوزخ نہین آئیگی تیرے تن کے پاس

ردیف شین معجمہ

قتل کرکے مری چُنوائین نہ دیوار مین لاش
شوق سے کہدو اُنھین پھینکدین بازار مین لاش

دوش پر رکھ کے نہ لاؤ مری بازار مین لاش
چھپکے ڈال آؤ کہین جا کے کسی غار مین لاش

چھوڑ کے تنہا سرِ شام ہی سب اُٹھ گئی لوگ
صبح تک رکھی رہی میری شبِ تار مین لاش

حاجتِ دفن نہین مجکو کفن پھر کیسا
پھینکدو جا کے یونہین کوچۂ دلدار مین لاش

لوگ کیون مجکو کفن دیتے ہین دیکھین تو ذرا
چھپ رہی ہی مری اب رحمتِ غفّار مین لاش

خاک ہونے پہ نشان قبر کا کیا خاک بنے
پِسگئی اپنی تو اُس شوخ کی رفتار مین لاش

میری میت پہ نہ آ خلق کو حیرت ہوگی
نظر آئے گی اِس آئینۂ رُخسار مین لاش

جیتے جی خلق کو اس جسم سے راحت پونہچا
کام آئے نہ پسِ مرگ کسی کار مین لاش

جسم انسان کا ہوا اربع عناصر سے ظہور
منقسم ہوگی پسِ مرگ اِنھین چار مین لاش

دفن کا کل کے ڈسیلے کو زمین مین نکرو
سونپ آؤ کہین جا کر دہنِ مار مین لاش

جب مزا بُلبل شیدا ہی ترے مرنے کا
دفن ہو دھوم سے جا کر کسی گلزار مین لاش

بو ہی گیسوی معنبر نے کیا ہے کُشتہ
مشک بن بنکے بکے گی مری تاتار مین لاش

آج مقتل مین وہ عشاق کا ہنگامہ تھا
پانچ چھ گرتی تھین اُس ترک کی اک وار مین لاش

لاشہ یون بہ کے گیا خلد مین اپنا پس قتل
پہلے تو خون بہا پھر خونکی بھی دھار مین لاش

تاب کچھ رہتی تو کھا لیتا ترے اور بھی زخم
گر گئی اپنی تو بس ایک ہی تلوار مین لاش

دوستو غم مین جو اُس طفل برہمن کے مرون
پھونک ہی دینا مری باندھکے زنار مین لاش

منتظر آج ترا مر گیا آنکھین کھولے
اُسکی کھٹکے گی ہر اک دیدۂ بیدار مین لاش

مین وہ میکش ہون پس مرگ نہین جسکو زوال
حشر تک رکھی رہے خانۂ خمار مین لاش

ردیف صاد مہملہ

ہمسے تو جتنا ہونا تھا وہ ہو چکا خلوص
غیر و نسے اب بڑھاتا ہی وہ پُر جفا خلوص

ظاہر مین گرچہ رکھتے ہین اہل ریا خلوص
ایسا خلوص بھی ہے کسی کام کا خلوص

شاکی تھا کون کہیے تو کل بزم غیر مین
بس بس جی بس لو دیکھ لیا آپکا خلوص

اہل خلوص ہین کہان نام خلوص ہی
عنقا کی طرح خلق سے گم ہو گیا خلوص

دشمن کی میٹھی باتون پہ غش تھی جو کل جناب
اُنسے یہ پوچھے کوئی وہ اب کیا ہوا خلوص

دل بھی دُکھائین اور جتائین بھی دوستی
کیا کہنا اِس خلوص کا یہ ہے نیا خلوص

جسطرح مہربان ہی تجپر وہ رات دن
پیر مغان سے تو بھی تو میکش بڑھا خلوص

ردیف ضاد معجمہ

اُنکو جب اُلفت ہی مجھسے پھر عدو سی کیا غرض
جسمین شر پیدا ہو ایسی گفتگو سے کیا غرض

اور ہی صورت سے ہے زاہد نماز عاشقان
بیوضو مقبول ہو جب پھر وضو سے کیا غرض

رات دن رہتے ہین اُسکے فضل کے امیدوار
کیون کہین ہم آیۂ لاتقنطو سے کیا غرض

وہ طہارت سیکھ جس سے پاک ہو لوث خودی
ہو ملوث جسسے تن اُس شست وشو سے کیا غرض

حوصلے دل کے نکالین خوب ہی رسوا کرین
گالیان دین وہ کیسکی آبرو سے کیا غرض

آرزوئین جب ملا دیتے ہو میری خاک مین
پھر تمہین میرے دل پرآرزو سے کیا غرض

عمر بھر میکش نچھوٹیگی کبھی بادہ کشی
کون کہتا ہی ہمین جام و سبو سے کیا غرض

ردیف طای مہملہ

مین نے نہین کہا ہے جو تمنے سنا غلط
ممکن نہین کہ ہو کبھی میرا کہا غلط

باتین بنائی آتی ہین دعوے ہی دعوی ہی
تو اور ہلائے عرش کو آہ رسا غلط

جب دل نہ مانے کیسے تو مین مانون کسطرح
وعدہ وفا کریگا وہ اب بیوفا غلط

واعظ کتاب عشق وہ ہے جسکے سامنے
ہو جائے سب بھی ترا لکھا پڑھا غلط

پھر سوچ دیکھیے گا وہ میری خطا نہ تھی
شب کو عدو نے آپ سی جو کچھ کہا غلط

اُس قتل عام مین نہین مجھپر نظر پڑی
وہ اور مجکو جیتا ہوا چھوڑتا غلط

کیا منہ ہی اُسکا ایک تنک ظرف شخص ہی
میکش شراب جتنی تھی سب پی گیا غلط

ردیف ظای معجمہ

سُن چکا تیری مرا مغز نہ کھا اے واعظ
اور اب جا کہین باتین بنا اے واعظ

ہم تو خود جانتے ہین دید خدا بر حق ہے
تو تو کہ تجکو نظر آیا خدا اے واعظ

سب سے اونچا ہوا گو بیٹھکے تو ممبر پر
چھوٹی بیچی جو کہی مل گیا کیا اے واعظ

رہن سے میرا عمامہ جو ہوا تجکو کیا
اپنی دستار کی تو خیر منا اے واعظ

یہ وہ ہین جو سر بازار اُچھالین دستار
دیکھ رندونکو بہت منہ نہ لگا اے واعظ

ہو فقط تیری زبان پر تو حلال اور حرام
پھر بتائین تجھی کیا مے کا مزا اے واعظ

چھوڑتا تجکو نہ بے مے کے پلائے ہرگز
ہوتے میکش سے اگر ہوش بجا اے واعظ

ردیف عین مہملہ

شعلہ رو محفل مین تیری منہ ہی کیا جو آئے شمع
دیکھکر روے منور کو ترے جل جائے شمع

جب جلے پروانہ خود محفل مین یون مردانہ وار
کیون نہ پھر اشکِ ندامت آنکھ مین بھر لائے شمع

بے حجابانہ چلا آیا ہے وہ خورشید رو
صبح صادق ہو گئی ہی کہدو گل ہو جائے شمع

جب لحد پر ہوئے روشن دودِ آہِ عاشقان
پھر لگن سی اپنی باہر پانؤن کیا پھیلائے شمع

بعد مردن ہوئے کیون تاریکیِ مدفن کا خوف
داغہائے دل ہین روشن کچھ نہین پروائے شمع

ٹھوکرین کھاتا ہی میرا نفس اندھونکی طرح
کورِ مادرزاد کو اب کیا کوئی دکھلائے شمع

میکدے مین صورت مقراض چلتی ہی زبان
منہ ہی کیا میکش سی تیرے ہمزبان ہو جائے شمع

ردیف غین معجمہ

کھائے تھے گلرخونکے بہت کچھ وطن مین داغ
لیکن زیادہ ہو گئے حد سے دکن مین داغ

سوزِ درون نے بعدِ فنا بھی نکالا سر
پہنا کفن تو پڑ گئے لاکھون کفن مین داغ

یہ گل کھلے جو سب یہ تمہارا طفیل ہی
پہلے کہان تھی یون مرے سارے بدن مین داغ

ہر اک طرح غریب کو ایذا نصیب تھی
چھپا لے تھے ہاتھ مین تو دلِ کوہ کن مین داغ

پھونکا ہی عشق نے مجھے عینِ شباب مین
ڈالے ہین جان بوجھ کے میرے بدن مین داغ

دیکھین تو آکے وہ مرے سینے کا لالہ زار
یہ گل کھلے ہین یا کہ پڑے ہین چمن مین داغ

کب ہین وہ شعر جو ہین خلافِ محاورہ
داغی ہین وہ ہین جنکے ریاضِ سخن مین داغ

ظالم ملا رقیب سے تو بغلین کھول کر
مجکو دیا ہے تو نے بھری انجمن مین داغ

برقِ شرابِ عشق کی سوزش سے منہ نہ پھیر
میکش بہار دینگے پڑین گے جو تن مین داغ

ردیف فا

زلفین نہ کھول ای سیمبر اک اِسطرف اِک اُسطرف
پھنس جائینگے دل اور جگر اِک اِسطرف اِک اُسطرف

دکھلا دو ناوک انگلی مین بھی ہون حاضر غیر بھی
ہان پھر چلین تیرِ نظر اِک اِسطرف اِک اُسطرف

رکھ میرے آگے آینہ پھر لے دو دستی تیغ تو
ہو جائین دو سینہ سپر اِک اِسطرف اِک اُسطرف

رخسار تیرے دیکھ کر بول اُٹھے یہ اہلِ نظر
تابان ہوئے ہین دو قمر اِک اِسطرف اِک اُسطرف

سر جب کیا اُسنے جدا دو ہو کے یہ رُتبہ ملا
دھڑ زیرِ پا قد مون پہ سر اِک اِسطرف اِک اُسطرف

نامے اُسے لکھتا ہون دو شاید کہین ہو گھر نہو
بھیجون ابھی دو نامہ بر اِک اِسطرف اِک اُسطرف

ساقی نہ اب کچھ دیر کر دو می سے خم لبریز بھر
میکش کی رکھدے قبر پر اِک اِسطرف اِک اُسطرف

ردیف قاف

بگاڑا ہے اُس بت نے ایمان عاشق
بچے کیسے اب کسطرح جانِ عاشق

نہین رکھتے جانباز یہ شان و شوکت
ہی کچھ اور ہی شوکت و شانِ عاشق

نظارہ کیا حق کا رُوے بتان مین
کہان سے کہان پونہچا عرفانِ عاشق

یہی حسرت دل مین آتا ہے پیہم
بجز غم نہین کوئی مہمانِ عاشق

جلا دیتا ہے رحمتِ دنیا و دین کو
نہین چھوڑتا عشق کچھ آنِ عاشق

بتا اِسکی وسعت کا ملتا نہین کچھ
الٰہی کہان تک ہی میدانِ عاشق

تکے کیون نہ دن رات صورت کو تیری
ترا مصحفِ رُخ ہی قرآنِ عاشق

نکلجائیگا دم قدم پر کسی کے
یہی ہوگا اِک روز پایانِ عاشق

الٰہی ہو کب بارور نخلِ اُلفت
پہلے پھولے گی کب خیابانِ عاشق

وہی جانتا ہے جو کچھ دل جلا ہو
گذرتا ہے کس طرح دورانِ عاشق

نہ اُٹھے گا میکش کبھی میکدے سے
نہ ٹوٹے گا تا حشر پیمانِ عاشق ۔

ردیف کاف

سرگرم ہو سوزِ دل کہانتک
آہون کا دُھوان ہی آسمان تک

کیون منتین کر رہے ہین احباب
آئینگے نہ وہ مِرے مکان تک

دیکھون گا مین تیری پردہ داری
چھوڑون گا نہ تجکو لامکان تک

بُوِ شک کی نہین ہی اپنے دل مین
پاس آیا نہین کبھی گمان تک

آنکھین نہ جھکا او صید افگن — آجانے دے تیرون کو کمان تک
اللہ ری آتشِ محبت — باقی نہین چھوڑے استخوان تک
کیا غیر کی مین کرون شکایت — دشمن ہو تمہارا پاسبان تک
وہ سجدے کرین گے ہم بھی وہ بت — گھس جائیگا سنگِ آستان تک
سُنتا ہی نہین کسی کی ظالم — سمجھائے اُسے کوئی کہان تک
کی وہ شبِ ہجر آہ و زاری — تالو سے نہین لگی زبان تک

میکش ہوا اب نثار ساقی
باقی نہین اپنا خان ومان تک

ردیف کاف فارسی

کامل الاکمل قلندر میرزا سردار بیگ — پیشوا رہبر کہ رہبر میرزا سردار بیگ
واقفِ علم پیمبر میرزا سردار بیگ — کاشفِ اسرار حیدر میرزا سردار بیگ
ہاے کیا غفلت ہے اُس سے دلمین رکھتے ہین غبار — جان فدا کرتے تھے جسپر میرزا سردار بیگ
میرے آقا نے اُسے بازار مین پھیلا دیا — دے گئے تھے جو چھپا کر میرزا سردار بیگ
دیتے دیتے وہ دیا خود کو خدا کو دے گئے — پونہچے ہین کچھ اور لیکر میرزا سردار بیگ
آگ مین بھی وہ اگر جائین اُنکو خوف کیا — ورد ہی جنکی زبان پر میرزا سردار بیگ
کیون جگاتے ہین فرشتے دیکھ لین پوچھینگے کیا — لکھا ہے میرے کفن پر میرزا سردار بیگ
اب بھی برساتا ہی کوئی وہ لآلی قدم — جو اُگل دیتے تھے گوہر میرزا سردار بیگ
صاف گوئی سے نہین رُکنے کی اب اِنکی زبان — کہہ گئے جسکو ابوذر میرزا سردار بیگ
یہ ہی شیخی ہے کہ علم میرزا رکھتے نہین — سنتے ہین دو کان لگا کر میرزا سردار بیگ

حشر تک صدقے سے علوی کے نہو جسکا خمار
دے گئے میکش وہ ساغر میرزا سردار بیگ

ردیف لام

گرچہ ہے یہ چھوٹا سا دل — منزل پر پہنچے گا دل

اب کیونکر جھیلے گا دل — لاکھون صدمے تنہا دل

اِک میدان ہے ہو کا دل — کعبہ ہے نہ کلیسا دل

پہلو مین جب مچلا دل — پھر نہ کسی سے سنبھلا دل

کیا کہون تُم سے کہان گیا — جسکا تھا وہی لے گیا دل

سنگدل کو حیرت ہے مجھے — ایسے نازک ایسا دل

عشق نے سب کو پھونک دیا — کسکی جان اور کسکا دل

تُم ہو اگر سر تا پا جان — مین بھی ہون سر تا پا دل

اب جان حاضر ہے ای جان — اِک تھا تمکو دے دیا دل

یہ بھی خبر مجھکو نہ ہوئی — پہلو سے کب نکلا دل

جس کی ہین موجین کل عالم — ہمین تو ہین وہ دریا دل

تڑپ نہ بسمل ڈرتے ہین — رکھتے ہین وہ اتنا سا دل

ایک جنبش مین بن بیٹھا — آتش کا پرکالا دل

پھر پھر کر کیا دیکھتے ہو — لے جاؤ ہے سستا دل

جانتا ہے ساری باتین — اُن کا بھولا بھالا دل

دن بھر مُنہ کو تکتا ہے — صورت کا متوالا دل

پڑ گئے لینے کے دینے — لے کے جو اُسنے پھیرا دل

اہلِ دل ہی جانتے ہین — کیا ہے جان اور ہو کیا دل

دل مین کدورت آنے نہ دو — ہو جائے گا میلا دل

دل کی لگی وہ کیا جانین — خود اتنے اتنا سا دل

ذرا مخاطب ہو کر سُن — بول رہا ہے کیا کیا دل

آئے ہین جب سے وہ دل مین — بنگیا عرشِ معلّا دل

سنبھلو کہین لگجائے نہ ٹھیس
میکش کا ہے مینا دل

ردیف میم

کرتے ہین یون عبور کسی رہگذر سے ہم ... چلتی ہو خلق پانوٗن سے چلتے ہین سر سے ہم
کر دینگے سرد بارشِ دامانِ تر سے ہم ... ڈرتے نہین ہین سوزشِ نارِ سقر سے ہم
ہرگز نہونگے تنگ کبھی چشمِ تر سے ہم ... دھو بیٹھے ہاتھ پہلے ہی دل سے جگر سے ہم
ہردم رہا ہے توشۂ غم اپنے ساتھ ساتھ ... خالی نہین رہے کبھی اس ماحضر سے ہم
کشفِ حیات و موت ہوا ابھی تو یون ہوا ... آئے تھے جب اُدھر سے چلے اب اِدھر سے ہم
بابِ سرائے یار نہ تا صبح وا ہوا ... سر ہی کو پھوڑتے رہے دیوار و در سے ہم
کیا ہون رہا کہ طاقتِ پرواز ہی نہین ... کچھ ہو گئے قفس مین تو بے بال و پر سے ہم
ہمراہ اُسکے ہین جسے اپنی خبر نہین ... کس درجہ باخبر ہین کسی بیخبر سے ہم
روزِ نخست سے ہے جگہ دل مین یار کے ... تا حشر اب گرینگے نہ اُسکی نظر سے ہم
آنکھون مین کیا سمائے کوئی اپنی دیدہ باز ... آنکھین لڑا کے چلے کسی اہلِ نظر سے ہم
آتا نہو اُنھین تو بُلالین ہمین ضرور ... کہدینگے آج صاف یہی نامہ بر سے ہم
گھر اُسکا اندمال نہو عمر بھر نہ ہو ... کیون کھینچین تیر یار کو زخمِ جگر سے ہم

اب کیا ہے ابتو موت کے دن آگئے قریب
میکش اُٹھین گے ابتو نہ ساقی کے در سے ہم

ردیف نون

ہوا ہی جلوہ فگن جب سے آکے تو دل مین ... رہی نہین کوئی مطلق بھی آرزو دل مین
نہ جا یا کر کسی دشمن کے طفل خو دل مین ... بٹھا ہی لے گا کسی دن کوئی عدو دل مین
تمہارے کاوشِ دل نے وہ ڈالے ہین بہور ... درار پڑ گئی اے جان چارسو دل مین
مزا جبھی ہے کہ خالی نہ رہنے پائے دل ... جو تو نہو تو رہے تیری آرزو دل مین
وہ پاک قلب ہے اپنا بشر کا کیا مذکور ... فرشتہ آ نہین سکتا ہی بیوضو دل مین
یہ فکر ہی مجھے کس کس پہ کان رکھون مین ... ہزار ڈھنگ سے کرتا ہے گفتگو دل مین
تپِ فراق نے کس درجہ دلکو پھونک دیا ... کہ ایک قطرہ نہ باقی رہا لہو دل مین

جو کچھ بھی دخل مرا اُنکے دل مین ہو جاتا — جگہ بناتا نہ پھر اسطرح عدو دل مین
تمہارے آنے کو اب کھڑکیان بنائی ہین — نہین ہین غم سے یہ سوراخ چارسو دل مین
عجیب کچھ مرے تارِ نفس نے کام کیا — دلِ شکستہ کو جا کر کیا رفو دل مین
خودی نجاتی جو خود مین نہ دیکھتے تجکو — نہ پاتے ہوتی نہ گر تیری جستجو دل مین
ہزار گھستا ہون دل مین جگہ نہین دیتا — چھپا لیے ہین ستمگر نے گو کھرو دل مین
ہو ایک ادنی سی جھپکی مین عرش و فرش کی سیر — جو ڈوب جائے تو پائے مقام ہو دل مین
نہ کسطرے سے ہو جل بجھکے خاک جسم و جان — لگا گیا ہے پتنگے وہ شعلہ رو دل مین
اگر یقین نہو دل چیر کر ملا دیکھو — کھنچا ہے آپ کا نقشہ تو ہو بہو دل مین
کچھ اور ڈھنگ سے صورت بدل گئی دلکی — وہ جب سے بیٹھ گئے آکے روبرو دل مین

نہ ٹوٹ جائین کہین دل کے آبلے میکش
بھرے دھرے ہین یہ سب شیشے تاگلو دلمین

نہ جاؤ اب اگر آئے ہو جان جان دل مین — مثال جان رہو بن کے میہمان دل مین
خبر بھی ہے تجھے کیا ہو ترے نہان دل مین — مکین ہوا ہے وہ سلطانِ لامکان دل مین
نشان بناگیا جب سے وہ بے نشان دل مین — مدام ہوتی ہے اب سیر لامکان دل مین
جدا ہون خلق سے مین ہو مرا مکان دل مین — مری زمین بھی دل مین ہے آسمان دل مین
نہ چھیڑو دل کو اگر دل مین رہنے آئے ہو — لو بیٹھ جاؤ نہ لو اب تو چٹکیان دل مین
مجھے بلاتے ہین وہ خود بھی دلمین آتے ہین — لگی ہی غیب سے پوشیدہ نردبان دل مین
وہ دل مین آتے ہین بن ٹھن کے صاعقے کیطرح — گراتے رہتے ہین ہر آن بجلیان دل مین
جو ایک دم کو بھی ہوتا نہین کبھی خاموش — یہ کون بولتا رہتا ہے بے زبان دل مین
سوائے آپکے دل مین نہین کوئی میرے — نہو جیے مری جانب سے بدگمان دل مین
بہت رہے مری آنکھون مین مثلِ نورِ نظر — لو آؤ لیچلون اب تمکو میری جان دل مین

جلا ہی دے گی یہ میکش شرابِ لالہ رنگ
نہان نہ رہنے دے یادِ پری رخان دل مین

پھر پھولی شاخ حُسن ہر اِک گلعذار مین — آئی بہار پھر چمنِ روزگار مین
زخمون نے رنگ بدلے ہین اپنی بہار مین — کچھ اور گل کھلینگے دلِ داغدار مین
جو محو ہو چکے رُخِ پُر نور یار مین — روزِ شمار بھی وہ نہ آئے شمار مین
آنکھون کی رہ جو نکلے ترے انتظار مین — طاقت کہان ہے اتنی مری جانِ زار مین
پیچھا نہ چھوڑے گا تنِ کاہیدہ بعد قتل — بہتی پھرے گی لاش بھی خنجر کی دھار مین
کسطرح بزمِ غیر مین جا بیٹھون برملا — آنکھین تمہاری چوٹ چلین گی ہزار مین
ظالم ہماری خاک کو ٹھکرا نہ بار بار — شکلِ بشر تھے ہم بھی کبھی اِس غبار مین
کرنا نہ دفن اِس دلِ مضطر کو میرے ساتھ — سونے نہ دے گا چین سے کنجِ مزار مین
اِک دن یہ ہین کہ ہمسے پریرو ہین ہمکنار — اِک دن وہ ہین کہ ہونگے لحد کی کنار مین
دیکھو تو انبساط کو گیسوے یار کے — سارے جہان کو باندھ لیا ایک تار مین
کس بل پہ چھائے گلستان مین عندلیب — ظالم نے پر ہی کاٹ دیے ہین بہار مین
کرتی ہے چوٹ سرمۂ دنبالہ دارِ چشم — زخمی ہرن بھی شیر بنے ہین کچھار مین
اُنپر جو اختیار نہین ہے نہین سہی — غم تو یہ ہے کہ دل بھی نہین اختیار مین
تشبیہ کس سے دون مین دلِ داغدار کو — ایسا تو ایک پھول نہین لالہ زار مین
جھنجھلا کے بخشدے داورِ محشر عجب نہین — میرے گناہ جبکہ نہ آئین شمار مین
مجنونِ دل مہارِ نفس ہاتھ سے نہ چھوڑ — محمل کسیکا آرہا ہے اِس قطار مین
بے اختیار ہو گیا تھا جب کسیکا دل — وہ کیون نہ آگئے دلِ بے اختیار مین
سینے مین روکے بیٹھا ہون وہ آہ آتشین — دو نرخ کو جسنے پھونک دیا اک شرار مین
پھر غم ہی کیا تھا ہاے جو سُنتے کسی کی وہ — یون غیر برملا نہ بٹھلاتے کنار مین
میکش کو چڑھ گیا ہے بہت نشہ مرگ کا — کہدو سنبھلکے آئین فرشتے مزار مین

کیونکر بپا نہ حشر ہو میکش کی لاش پر
ساقی نے ذبح کردیا اُسکو خمار مین

مزا جب ہو کہ وصل ہو وصالِ میرزائی مین — الٰہی خاتمہ ہوئے خیالِ میرزائی مین

مرا مفہوم جس سے میرزا ہی میرزا ہی وہ — مثالِ بدر کامل ہے کمالِ میرزائی مین

یہ اُسکا فیض جاری ہی کہ ہی سیراب اک عالم — ہین لاکھون غوطہ زن بحرِ نوالِ میرزائی مین

ابھی پھُنک جائے عالم کُل جہانین آگ لگ جائے — مرا مُنہ ہی زبان کھولون جو حالِ میرزائی مین

جلا دیتی ہے خانِ و مان کو اسکی ایک چنگاری — جہنم پھُنکتی ہی نارِ زکالِ میرزائی مین

کہا تھا ایک دن پیارے کا پیارا مجکو حضرت نے — مزے کیا کیا ملے تھے سلے قالِ میرزائی مین

یہان مرزا پہ جو غش ہین قیامت مین بھی تو اُن کو — دکھائے گا خدا صورت جمالِ میرزائی مین

حیاتِ دائمی ملجاتی ہے اِک گھونٹ پینے سے — ہے کیا آبِ بقا آبِ زُلالِ میرزائی مین

کبھی دل سیر ہوتا ہی نہ تھا اُن میٹھی باتون سے — عجب شیرینی تھی حُسنِ مقالِ میرزائی مین

ملک کرگئے ہین جسکو اپنے آبِ رحمت سے — ثمر آئے ہین کیا کیا اُس نہالِ میرزائی مین

رہا ہے اُنکا طور دل تجلّی گاہ لم یزلی — ہزارون دشت امین تھے جبالِ میرزائی مین

لٹائے وہ لآلی معارف میرے آقا نے — بھرے رکھتے جو کہ دامانِ خیالِ میرزائی مین

ازل کے ناقصون کو صحبتِ کامل سے کیا حاصل — ہوا عارف ہر اک کب اِتصالِ میرزائی مین

غضب بھی اُنکا رحمت سے نیا پایا ایک دن خالی — ہزارون کام بنتے تھے جلالِ میرزائی مین

مثال اُس بےمثل کی ڈھونڈھ کر لاؤن کہان سے مین — مثالِ میرزا ہی ہے مثالِ میرزائی مین

وہ بازی لی کہ انگشتِ شہادت ڈال تھی جس پر — فرشتے دنگ تھے وقتِ مآلِ میرزائی مین

لگے توحید کا دم بھرنے دیکھو حضرت میکش
شرابِ معرفت پیکر سفالِ میرزائی مین

قدم رکھتی نہ تھی بو تک بھی جسکی صحنِ وحدت مین — وہی گل آج زنگا رنگ ہے گلزارِ کثرت مین

وہ عاصی ہون اگر وہ بخشدین بدر بھیجین جنت مین — نہ اُچھلون سامنے ہی ڈوبکر بحرِ ندامت مین

فرشتے ڈھونڈھتے ہین جسکو لیجانیکو جنت مین — وہ دیکھو لاش بہتی پھر رہی ہی بحرِ رحمت مین

مجھے رونے دو اس سے آبرو ہوگی قیامت مین — یہان موتی کی لڑیان ہین مرے اشکِ ندامت مین

یہان جو مرگئے ای جان تیرے ملنے کی حسرت مین — تجھی کو ڈھونڈھتے آئینگے میدانِ قیامت مین

ہم اُلٹے ہین چلین گے چال اُلٹی اُنکے پانیکو — چھپین وہ جا کی وحدت مین تو ہم ڈھونڈھینگے کثرت مین

بدل جائین اگر فقرے مرے اعمال نامے کے
خداوندا کہی ہو جائیگی کیا تیری رحمت مین

ہوئے وہ جلوہ گر پیش نظر تب مین نے یہ پوچھا
تمہین ہو لن ترانی کہکے جو چھپتے تھے خلوت مین

بھلا کیسے تو پھر ہم بت پرستی چھوڑ دین کیونکر
خدا کو دیکھتے ہون جب کسی اک بت کی صورت مین

حسینان جہان تو باز آتے ہی نہین اصلا
الٰہی دل دکھانا فرض ہے کیا انکی ملت مین

تصور پر تصور آتے ہین اب بھی حسینون کے
پریزادون کی جمگھٹ لگ گئی ہے کنج تربت مین

یہی ہی منصفی اور حق شناسی اسکو کہتے ہین
ارے او بیمروت غیر بیٹھین تیری خلوت مین

خبر کب تھی کہ یہ تعظیم ہے صحرا نوردون کی
قدم لینے لگے آ آکے کانٹے دشت غربت مین

توکل پیشہ والے رزق کی خاطر نہین پھرتے
مثال آسیا بیٹھے ہوئے ہین کنج عزلت مین

وہ آئین وعدہ کرکے اور آئین دونون ممکن ہین
ہی یہ بھی انکی عادت مین ہی وہ بھی انکی عادت مین

نظر ملتے ہی کچھ تیور بدل جاتے ہین صاحب کے
غضب ہے قہر داخل ہو گیا چشم مروت مین

چلو دیکھو تو مستو میکدے مین ایک جلسہ ہے
فرشتے آئے ہین میکش کو لیجاتے ہین جنت مین

اس درجہ دب رہا ہون مین بار گناہ مین
آیا ہون سر جھکائے تری بارگاہ مین

چھٹتے ہی دوڑتی ہی محبت کی راہ مین
کیونکر مین بیڑی ڈالدون پائے نگاہ مین

اک لمحے مین پہونچتا ہی اس جلوہ گاہ مین
سرعت غضب کی ہی مری پیک نگاہ مین

یہ بانکپن کہان بھلا خورشید و ماہ مین
بانکی ادائین ہین جو کسی کج کلاہ مین

دل میرا ایک جا نہین لگتا کسی گھڑی
بت خانے مین کبھی تو کبھی خانقاہ مین

ہم دل جلون سے منہ نہ ملائے کہو فلک
گڑ جائے گا زمین مین ابھی ایک آہ مین

بنجائین دو گھڑی کو برے وقت مین بھلے
کہدو شریک ہون مرے حال تباہ مین

راضی وہ قتل پر نہین میرے نہین سہی
یہ تو کہو کہ لے تو چلین قتل گاہ مین

کہتے ہو خود ہی غیر سے کچھ بھی نہین غرض
پھر پھر کے کسکو دیکھتے جاتے ہو راہ مین

خود جانتا ہی آپ ہی خلاق خیر و شر
جتنے گناہ ہین مری فرد گناہ مین

میکش کا بعد مرگ بھی نشہ ہوا نہ کم
لڑتا ہوا گیا ہے فرشتون سے راہ مین

یہ بھی مانا آپ کے قابل نہین
مفت دیدون جسکو یہ وہ دل نہین

تجھسے جو خالی ہو وہ دل دل نہین
تو نہو جسمین وہ کچھ محمل نہین

کچھ فقط دل ہی مرا بسمل نہین
جسم مین جان بھی تو اے قاتل نہین

ایک دم مین پونہچے ہم ملکِ عدم
ایسی تو کچھ سخت یہ منزل نہین

مار ڈالا مجھکو لیکر دل مرا
کون کہتا ہے کہ تو قاتل نہین

خواب مین کسدن نہ دیکھی زلفِ یار
کون شب مجھپر بلا نازل نہین

ڈالدو کونے مین لیجا کر جسے
پھینکدو تم جسکو یہ وہ دل نہین

ایک بوسہ گاہے ماہے دیجیے
روز مانگے جو یہ وہ سائل نہین

لیلو ابھی کہتا ہون پچھتاؤ گے
ہاتھ آئیگا پھر ایسا دل نہین

میرے ٹکڑے کر گئی تیغِ ادا
خنجرِ قاتل مرا قاتل نہین

ہجر مین جان کھوؤن بھی تو کسطرح
یہ وہ مشکل ہی کہ کچھ مشکل نہین

دیکھ لو سو بار پہلو چیر کر
دل نہین ہی دل نہین ہی دل نہین

حشر مین شرمندہ ہو تیری بلا
تو شہیدِ ناز کا قاتل نہین

بے بلائے ہم جو پونہچے بولے وہ
گھر ہے صاحب یہ کوئی محفل نہین

عشق وہ دریا ہے ناپیدا کنار
خضر کو جس کا ملا ساحل نہین

پاک ہم لوثِ عناصر سے ہون کیا
کون ہے وہ جسکا پا در گل نہین

سچ ہے سب جھوٹی محبت وہ جتائین
مجھکو لیکن دعوی باطل نہین

دل کے لینے مین تو تم ممتاز ہو
جان لینے مین مگر کامل نہین

آئین یون اغیار تیری بزم مین
اور وہ ہم ہون جو کہ اس قابل نہین

جب وہ پوچھین جان کھونا سہل ہی
حضرتِ دل کہدو کچھ مشکل نہین

اپنی حالت مین دکھا دیتا اُنھین
کیا کرون میرا سا اُنکا دل نہین

تہمتین جھوٹی لگاتے ہو لگاؤ
یاد رکھو اس سے کچھ حاصل نہین

کسطرح وارفتگی سے ہو نجات
کب حسینون پر یہ دل مائل نہین

ہے اگر کامل یہ نقص فہم ہی
خود کو جو کامل کہے کامل نہین

دل ہی کیون حیران ذقن کو دیکھکر
چاہِ غبغب ہے چہِ بابل نہین

کیون پھڑک اُٹھین نہ اچھے شعر پر
وہ سخنور کب ہین جو عادل نہین

صاف یہ کہدینگے ای پیر مغان
حضرتِ میکش کے ہم قائل نہین

دل گرفتہ ہو کے خوش عالم سے ملتے ہی نہین
جو ٹھٹھر جاتے ہین غنچے پھر وہ کھِلتے ہی نہین

موت آکر جان لیجائے تو لیجائے مگر
ہم وہ پتھر ہین جگہ سے اپنی ہلتے ہی نہین

اُنکو کیا منظور ہے کچھ پوچھ تو ای بخیہ گر
کیا ہوا میرے دہان زخم سلتے ہی نہین

سر ہلا دیتا ہی سو سو بار وہ انکار پر
لب سوالِ وصل پر ظالم کے ہلتے ہی نہین

باغِ عالم مین شگفتہ دل ہین ہم پیری مین بھی
کون کہتا ہے خزان مین پھول کھِلتے ہی نہین

کہتا ہی ہنس کے کوئی مجھ دل جلے کو دیکھکر
جنکو لون لگجاتی ہے وہ پھول کھِلتے ہی نہین

پھر ملوگے پھر ملوگے مین دکھادونگا تمہین
کیا کہا تمنے کہ ہم ایسون سے ملتے ہی نہین

اِک بناوٹ ہی مری آہین بھی جی ہان سچ یہ ہے
ناخنِ غم سے کسی کے زخم چھِلتے ہی نہین

چاک ہین خوفِ اجل سے تنین مردونکے لباس
ہی زرہ بھی پارہ پارہ کچھ یہ سِلتے ہی نہین

دیکھ اے دل اُسکی زلفون کو نہ اتنا سر چڑھا
یہ وہ زہری ناگ ہین کیلے سے کِلتے ہی نہین

کھو لیا ایمان خدا جانے لگی ہے کیسی چاٹ
حضرت میکش تو میخانے سے ہلتے ہی نہین

ردیف الواو

نہ کیون سجدے کرون اُس رہنما کو
دکھایا جسنے ہر شے مین خدا کو

ترقی دین جو وہ جور و جفا کو
بڑھائین ہم بھی تسلیم و رضا کو

حسینو منہ دکھانا ہے خدا کو
جفا کو چھوڑ دو سیکھو وفا کو

برابر کیون کرے میزانِ محشر
وفا کو میری اور اُنکی جفا کو

بہت ہی فرق زاہد مجھمین تجھمین
مین بُت کو پوجتا ہون تو خدا کو

خدا کے گھر سے کیا لائے حسینو — وہین چھوڑ آئے ہو مہر و وفا کو
توکل پیشگی سے قرب حق ہے — نہ آنے دو ن کبھی سر تک ہما کو
کیے بے جرم خون اسنے ہزارون — خدا شرمائے اُس دست حنا کو
ہماری خاک مرقد اُڑکے ہر سو — کسیکے ڈھونڈھتی ہی نقش پا کو
کرے سجدہ نہ کوئی اسپر آکر — مٹاتے جاتے ہین وہ نقش پا کو
مین وہ بیمار غم ہون جسکی خاطر — کسی کے ہاتھ اُٹھتے ہین دعا کو
اگر عاشق ہی رندی سیکھ ای دل — نہین ملتی یہ دولت پارسا کو
مین اُس رہرو کا پیرو ہون کہ جسنے — دکھایا ابتدا مین انتہا کو
یہ کیسی پردہ داری ہی شب وصل — اُٹھا دو اب تو اِس شرم و حیا کو
مین جسپر مرتا ہون آنے دے اُسکو — ٹھہر جائے کہو در پر قضا کو

شراب عشق تونے پی کے میکش
لٹایا خاک مین سب اتقا کو

بچھوڑا مرتے دم ہمنے خیال روے زیبا کو — نظر کے تار مین اُلجھا لیا ہے بال عنقا کو
ید اللہ کہکے تھاما جب سی ہمنے دست مولا کو — اُتارا رکھا اُسیدم طاق پر دنیا و عقبا کو
جو دیکھا ناز سے چلتے ہوئے اُس سرو رعنا کو — تصدق کر دیا جنت سے لا کر ہمنے طوبا کو
جہان مین دیکھتی ہی وہ نظر اُس روے زیبا کو — جو اک جنبش مین پیچھے چھوڑدے عرش معلا کو
یوہین پڑھتا ہی زاہد رات دن ہمارے حسنا کو — کسی احسن مین جاکر ڈھونڈھ لی انکے مسما کو
ہوا ہر چشم حیرت مین ظہور معرفت پیدا — نظر بازون نے جب دیکھا ترے محو تماشا کو
برا کب مانتے ہین ذی ہنر سفلونکے کہنے کا — زمین و آسمان کا فرق ہے ادنا و اعلا کو
کنوئین مین گر پڑے کیونکر کوئی یون دیکھتی آنکھون — غضب کرتے ہو اُٹھواتے ہو مجھسے نازیبا کو
نہ کیونکر نذر ہو اپنی نظر اُس روی تابان کی — یہ وہ ظالم ہے خیرہ کر دیا تھا چشم موسا کو
بغلین تیری اک یوسف نہان ہی دیکھ اُسکو بھی — کسی نے ہاے یہ نکتہ نہ سمجھا یا زلیخا کو
جسے مین پوجتا ہون وہ تو بت میری بغلین ہی — غرض کیا جاؤن کیون کعبے کو کیون جاؤن کلیسا کو

علاج اِن عشق کے مارے ہُونکا کچھ نہین آتا
فقط مُردے ہی زندہ کرنے آتے ہین مسیحا کو

کیسکو آجتک لا یا بھی ہی یہ نفسِ دون رہ پر
غضب ہے خضرِ رہ سمجھے ہوئے ہین غولِ صحرا کو

لکھا گم ہوکے مضمونِ کمر اُس بحرِ خوبی کا گرہ
تماشا ہی کہ ہمنے بال سے باندہا ہی دریا کو

ہماری میکشی جھنڈے پہ ہی میکش زمانہین
کوئی اب اور کیا رُسوا کریگا ایسے رُسوا کو

جانے کیا ضد ہوگئی اِس چرخِ بے بنیاد کو
شاد رکھتا ہی نہین میرے دلِ ناشاد کو

کوئی سمجھادو یہ جاکر اُس ستم ایجاد کو
کرتا ہی برباد کیون مجھ خان ومان برباد کو

وہ ستم کش ہون نہ لب تک آنی دون فریاد کو
دیکھلو دیکر ترقی ظلم کو بیداد کو

کیا ہوا جو ہم مٹا بیٹھے یہان بنیاد کو
ذبح کردیتے ہین تیرے نام پر اولاد کو

بے تمہارے ایکدم بھی چین پڑتا ہی نہین
کسطرح دل سے بھلا بیٹھون تمہاری یاد کو

کیون حسینون پر لُٹا بیٹھون نہ اپنا نقد دل
مال سے الفت کبھی ہوتی نہین آزاد کو

آئے ہو گلشن مین تو ٹہلو ذرا کچھ دیر تک
اور پیوندِ زمین کرتے چلو شمشاد کو

جانِ شیرین مین اگر شیرین کی کرتا جستجو
اسطرح سر پھوڑنا پڑتا نہ پھر فرہاد کو

تنگ کرنے لگتا ہی جسوقت مجکو نفسِ دون
غیب سے آتی ہے اِک صورت مری امداد کو

اور کچھ مجکو دکھائی دیتا ہی مین کیا کرون
فرض ہے سجدہ مجھے ہر ایک آدم زاد کو

بدگمان ہی اب بھی وہ کیا مین چھپا کر لیگیا
دل دیا قاتل کو جان دی خنجرِ فولاد کو

یہ نکلکر تن سے ہو جائیگا آوارہ وطن
ساتھ میرے ذبح کر قاتل مرے ہمزاد کو

چار دن مین سب ہوا ہو جائیگا ای عندلیب
پھولتی ہے دیکھکر کیا گلشنِ ایجاد کو

حضرتِ میکش بھی لو فردوس مین داخل ہوئے
رو حین سب مستونکی آئی ہین مبارکباد کو

ہر طرح ناراض ہی میکش سے گو پیرِ مغان
میکدے سے وہ نکالے گا نہ خانہ زاد کو

کبھی یہ بھی تو پوری آرزو ہو
ترے دل مین ہون مین پہلو مین تو ہو

خودی کی کسطرح پھر مجھ مین بو ہو
سراپا جب مرے قالب مین تو ہو

سوا اسکے پھر اب کیا آرزو ہو — کسی کی تیغ ہو میرا گلو ہو
دم محشر جو میکش پیش تو ہو — تو لب پر آیۂ لاتقنطوا ہو
تو ہی ہے جلوہ گر چارون طرفین — تجھے کیونکر نہ سجدہ چارسو ہو
جسے ہم ڈھونڈھتے تھے پا چکے ہین — پھر اب کہیے تو کسکی جستجو ہو
صفائی ہے اگر منظور اُن کو — پھر آئینہ نمط دل پیش رو ہو
نہین یہ وقت وقتِ لن ترانی — قیامت مین تو کوئی روبرو ہو
سمجھتے ہین اگر ہمکو خطاوار — وہ پھر آئین تو ہمسے گفتگو ہو
اگر کھلجاے رسب یہ زیر و بالا — نظر مین ایک پستی و عُلو ہو
سر محشر جو تم آؤ نکل کر — ہر اک سو سے صداے طرقوا ہو
ہوئے عالم مین ہم جسطرح رُسوا — نہ کوئی اسطرح بے آبرو ہو
میسر ہوئے کیونکر خوابِ راحت — وہ عاشق کب ہے جو آرام جو ہو
تیمم خاکساری کا ہوا فرض — نماز اپنی نہ کیونکر بے وضو ہو
لگا مقتل مین تو وہ تیغ قاتل — کہ جانبازون مین عاشق سُرخرو ہو
فرشتے کو مین جان اُسوقت دونگا — کہ جب وہ تیری صورت ہو بہو ہو

پے بادہ کشی ہمراہ **میکش**
لحد مین شیشہ ساغر ہو سُبو ہو

ردیف ہای ہوز

صورتِ یار خوب تاڑ کے دیکھ — دیکھنا ہے تو آنکھین پھاڑ کے دیکھ
اور ہی کچھ بنے گی پھر یہ شکل — پہلے صورت ذرا بگاڑ کے دیکھ
ڈھونڈھتا ہے اگر ستاع علیؑ — خیبر نفس کو اُکھاڑ کے دیکھ
جانِ جان سے اگر ہے ملنا تجھے — ایک دو بار جان آڑ کے دیکھ
روے مولا پہ جب جمیگی نظر — دین و دنیا سے ہاتھ جھاڑ کے دیکھ
دل مین عاشق کے چوٹ لگتی ہے — اے ستم کیش یون نہ تاڑ کے دیکھ

بجلیان طورِ دل پہ گرتی ہین
ابھی حاصل ہو تجکو آزادی

پاس جاکر تو اس پہاڑ کے دیکھ
قید ہستی کو توڑ تاڑ کے دیکھ

دل کا میخانہ ہو ابھی آباد
مثل میکش کے گھر اُجاڑ کے دیکھ

کیون نہ اِترا اے تمہارا عکس لیکر آئنہ | تم ہو آئینے کے اندر اور باہر آئنہ
ہی ترا ہر عضوِ تن ایجان سراسر آئنہ | منہ دکھائے گا تجھے کیا خاک پتھر آئنہ
گر بنے آہن سے پھر سو بار مٹکر آئنہ | ہو نہین سکتا ترے رُخ کے برابر آئنہ
ہر بُنِ مو سے دکھائی دے جمالِ روے یار | ہون تنِ سالک کے جب عنصر سراسر آئنہ
دیکھتا ہے جو کوئی روے قضا دکھلاتا ہی | دستِ قاتل مین بنا ہے آج خنجر آئنہ
تو نے اِک لوہے پہ صیقل کی تو آئینہ بنا | قلب کو ہمنے بنایا اے سکندر آئنہ
جب سے اک صورت ہوئی ہی پیش رو آئینہ وار | آنکھ مین اپنی ہے ہر دیوار و در گھر آئنہ
آئنے کو آئنہ دکھلاتی ہے اِسکی صفا | آئینے مین ہے ترا روے منور آئنہ
کسطرح نازان ہو کوئی دیکھکر اپنا ہنر | پیش رہتے ہین مرے سب عیب بنکر آئنہ
آئنے مین اپنے منہ کی جب بلائین اُسنے لین | رہگیا مُنہ دیکھکر حیران و ششدر آئنہ
روشنی جس دل مین ہی وہ ہی ہی قاتل عکس کی | قلب جو تیرہ ہے وہ ہی اک مکدر آئنہ
سخت باتون نے تری توڑا ہی او بُت دل مرا | ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا کھا کھا کے پتھر آئنہ
ایکدم فرصت نہین بنتے سنورنے سے اُنھین | سامنے رہتا ہے ابتو اُنکے دن بھر آئنہ
چارہ سازی خاک ہو قلبِ شکستہ کی مرے | ٹوٹ کر جُڑتا نہین پھرا اے رفوگر آئنہ
روے روشن سامنے قلبِ مصفا جسم مین | ایک اندر آئنہ ہے ایک باہر آئنہ
عکس سے اُس سیمتن کے اور رونق بڑہگئی | ہو گیا کیا جلوہ گر اللہ اکبر آئنہ
نامہ اُس آئینہ رو کا لیکے وہ حیرت بڑھی | سامنے تھا میرے ہر بال کبوتر آئنہ
مُنہ لگا کر آپ نے اِسکو بنایا عیب چین | ورنہ کب گستاخ تھا یون بندہ پرور آئنہ
حیف ہے دل کو کرین ہم صاف اُس تک کے نہو | اور لوہے کو بنائے آہن گر آئنہ

صیقلِ علوی نے روشن کردیا میرا کلام
کہتے ہیں میرے سخن کو اب سخنور آئینہ

منہ چڑھا کردے جو میکش صاف مو اچھی نہیں
صاف دل سے دے تو ہی پھٹکا ساغر آئینہ

ردیف الیاے

آہ میں جب نہ کچھ اثر آئے
پھر وہ کسطرح میرے گھر آئے

زاہدِ خشک بہنکے تر آئے
ابتو حضرت بھی راہ پر آئے

آنکھ میں تھا جو کچھ حجاب نہیں
دل میں میرے نہ کیون اُتر آئے

خواب میں ہمنے دیکھا کیا اُدھر
کچھ نہ ساتھ آیا جب اِدھر آئے

ہمنے کعبہ بھی جا کے دیکھ لیا
بُت ہی آئے نظر جدھر آئے

عمر ہی گذری منتین کرتے
وہی ابتک نہ راہ پر آئے

عشقبازی بھی کی کمال کے ساتھ
پورے ہی آئے ہم جدھر آئے

جب اُٹھا پردۂ دوئی اپنا
جبکہ بے پردہ وہ نظر آئے

میرے مرنے کا حال کسنے کہا
اُنکی آنکھوں میں اشک بھر آئے

آپ بیشک نہیں ہیں رشکِ پری
شیشۂ دل میں کیون اُتر آئے

جسنے دیکھا بلائین ٹوٹ پڑین
جب ترے گیسو تا کمر آئے

ابتو ہمکو بھی چھوڑدے صیاد
دیکھ مدت میں بال و پر آئے

سارے عالم میں پھرکے دیکھ لیا
تم ہی تم آئے جب نظر آئے

آنکھ خالق جو دے تو ایسی دے
بت کو دیکھیں خدا نظر آئے

اُسکی محفل کا حال ہمسے نہ پوچھ
بیخبر پہنچے بے خبر آئے

ہو تو اپنا شمار کن میں ہو
عیب آئے نہ کچھ ہنر آئے

ملکِ ہستی میں کیا لیا جا کر
چار دن رہ کے پیٹ بھر آئے

نخلِ امید سے نہ پھل پایا
برسے جب اولے جب ثمر آئے

ہوں وہ برگشتہ بخت زخم نصیب
بنگئے عیب جو ہنر آئے

جان مانگین گے وہ تو دیدینگے | دل تو ہم خود ہی نذر کر آئے

میکدے مین پڑا ہی میکش مست
ہم ابھی اُسکو دیکھ کر آئے

کہان در سے ترے یہ عاشق مضطر نکل جائے | تو ہی انصاف کر ظالم کہ اب کیونکر نکل جائے
مزا سب حوصلہ رونے کا چشم تر نکل جائے | کلیجہ ساتھ اشکون کے اگر گھل کر نکل جائے
کسیکے سامنے سے جب وہ فتنہ گر نکل جائے | تو کیسے کیون نہ پہلو سے دل مضطر نکل جائے
اگر کچھ کشف ہو واعظ تو کھلجائین تری آنکھین | ابھی توحید منہ سے بر سر منبر نکل جائے
مجھے کھو یا ہی ہر صورت سے اسکی بیقراری نے | الٰہی میرے پہلو سے دل مضطر نکل جائے
یہانسے نکلون بھی تو نکلون لیکر تجکو آنکھون مین | تمنا ہے یہی دم تیرے قدمون پر نکل جائے
ملین کیونکر نہ تن مٹی مین جب وہ شہسوار جان | سمند عمر کو اک مار کر ٹھوکر نکل جائے
کسیکو اُسنے بے پر کا دیے چھوڑا نہ عالم مین | یہ ممکن ہی کوئی اُس ترک سے بچکر نکل جائے
تہیدستان قسمت بی مقدر کسطرح خوش ہون | اگر گوہر اُٹھائین ہاتھ مین پتھر نکل جائے

مزا جب ہی پہونچ جائے یہانتک میکشی میکش
کہ سر سے اونچی موج بادۂ کوثر نکل جائے

کیا بتاؤن تمہین رونے سے مرے کیا ہو جائے | قطرۂ اشک ابھی پھیلکے دریا ہو جائے
کھلے توحید تو دل نور تجلا ہو جائے | گھانس کا تنکا ہر اک آنکھ مین طوبا ہو جائے
نحن اقرب کا اشارہ جو ہویدا ہو جائے | عنصری جسم ہر اک عرش معلا ہو جائے
حیرت دیدہ اگر محو تماشا ہو جائے | موج زن پیش نظر نور کا دریا ہو جائے
دل مین پوشیدہ ہو آتش تو جگر جلجائے | جسم گھلجائے ابھی خون پسینا ہو جائے
آگ پانی مین لگا دیتی ہین آہین میری | یہ شرر کوہ پہ برسا دون تو سرما ہو جائے
یاد آجائے جو کچھ بھی تری شمشیر کا وار | ڈھیلا ہر ایک ابھی زخم کا ٹانکا ہو جائے
آنکھ مین شکل خیالی کو وہ تصدیق کرون | دل مین لے آؤن ابھی نور کا پتلا ہو جائے
ہون بلا نوش مگر صاف طبیعت وہ ہون | درد بھی سامنے آئے تو مصفا ہو جائے

تیرا رخ دیکھ کے گرجائے لو اسے خورشید | نیر حشر ترے سامنے پھیکا ہو جائے

میکشی اپنی کو میکش جو مین اظہار کرون
ابھی ہر ایک مرے خون کا پیاسا ہو جائے

مشکل کو حل کرونگا اسی جسم زار سے | رگڑونگا خود گلا ترے خنجر کی دہار سے
چن ڈالون خار غم چمن روزگار سے | اک جھونکے مین خزانکو اڑادون بہار سے
رہتا ہون مست بادۂ گلگون یار سے | مجکو غرض خزان سے نہ مطلب بہار سے
کہدو اجل سے میری طرف کو نہ رخ کرے | آنکھین لڑا رہا ہون ابھی سروِ یار سے
وہ جوش پر لہو ہی مرا بعد قتل بھی | تا حشر خون بہے تری خنجر کی دھار سے
بعد فنا بھی خاک نہ ٹھہری کہین مری | بنکر بگولے اڑ ہی گئی کل مزار سے
باہر ہے آج جامے سے وہ چشم خشمگین | نکلا بھپھر کے شیر نیستان کچھار سے
ابرو چڑھا کے ترچھی نگاہون سے دیکھ لو | مجکو کرو نہ ذبح چھری سے کٹار سے

مست الست ایک جہانکا زبان دراز
میکش نہ معرکے مین رکیگا ہزار سے

جو عاشق ہو تو پھر عالم مین رسوا ہو ہی جاتا ہی | جنون بڑھ جاتا ہی جسوقت سودا ہو ہی جاتا ہی
کرین صیقل تو پھر یہ دل مجلا ہو ہی جاتا ہی | اندھیرا مٹ گیا جسدم اُجالا ہو ہی جاتا ہی
مسیحائی غضب کی بھر رہی ہو انکی باتون مین | کہ مرتا مرتا بھی بیمار اچھا ہو ہی جاتا ہی
چھپانے سے نہین چھپتا کمال شی کسیکا بھی | زمانے مین ہنروالونکا شہرا ہو ہی جاتا ہی
یوہین یہ بہکے اشک غم بہادین کیا عجب مجکو | اکٹھا ہو کے قطرہ قطرہ دریا ہو ہی جاتا ہی
تمہاری بات سُنکے کام کا رہتا نہین کوئی | جسے پٹی پڑھا دیتے ہو گونگا ہو ہی جاتا ہی
حسینو کیا غضب کرتے ہو کیونکر دلمین گھستے ہو | کہ جسکو تاک لیتے ہو تمہارا ہو ہی جاتا ہی
تمہاری دید بھی تو اک تماشے پہ تماشا ہے | جو تمکو دیکھنے آیا تماشا ہو ہی جاتا ہی
سمجھتے ہین دہن کو ایک نکتے کے اشارے مین | بڑھی حیرت تو پھر حل یہ معما ہو ہی جاتا ہی
ہماری حسرتین دل ہی مین رہجاتی ہین پس پس کر | نہین آتے ہو جب [illegible] تمنا ہو ہی جاتا ہی

وہ پہلے جسطرح آتا تھا میرے گھر نہین آتا
مگر اتنا ہی اب بھی چلتا پھرتا ہو ہی جاتا ہی

سمجھ لیتا ہون وحیِ آسمانی اُنکی باتون کو
اِنھین باتون سے اپنا بول بالا ہو ہی جاتا ہی

خیالِ یار جبتک آنکھ مین ہی جبھی تک کچھ
ہوا نظرونسے غائب پھر تو عنقا ہو ہی جاتا ہی

کدورت رکھکے دل مین کرتے ہو دعویٰ صفائی کا
غبار آلودہ آئینہ تو اندھا ہو ہی جاتا ہی

حسینون سے ہماری بزم خالی ہی نہین رہتی
اکھٹا شب کو پریون کا اکھاڑا ہو ہی جاتا ہی

صلوٰۃ دائمی ہو دید اُس بُت کی مجھے ہر دم
ادا ہر اک ادا پر اپنا سجدا ہو ہی جاتا ہی

نظر آتی ہے میکش بادۂ تشبیہ مین تنزیہ
مرا پستی مین بھی نشۂ دو بالا ہو ہی جاتا ہی

وہ تازہ ستم جب کوئی ایجاد کرینگے
ہے مجکو یقین پہلے مجھے یاد کرینگے

سُنتے ہین وہ دلکو مرے آباد کرینگے
کچھ عالمِ ایجاد مین ایجاد کرینگے

کس بات پہ اب منتِ جلاد کرینگے
کٹنے دو گلا ہم بھی نہ فریاد کرینگے

کہتے ہین وہ جب بھولو ہمین کرتے ہوئے یاد
اُس وقت مین پھر ہم تمہین کیسے یاد کرینگے

ممکن نہین خود رہکے اُنھین یاد بھی رکھین
ہان خود کو بھلا دین تو اُنھین یاد کرینگے

پھرتے ہو تصور مین یونہین دلمین چلے آؤ
ویرانہ پڑا ہے اوسے آباد کرینگے

کس کام کا وہ علم جو پڑھکر ہمین بھولین
جائے جو وہان ہم وہ یہان یاد کرینگے

ہمتو یہین کر جائینگے سب فیصلہ اپنا
کیا کام ہے کیون حشر مین فریاد کرینگے

وہ دلمین تھے غافل رہے اُنسے ہمین افسوس
کیا منہ ہے جو پھر حشر مین فریاد کرینگے

ہر ذرے سے نکلے گی ہوا دشتِ بقا کی
جسدم وہ مری خاک کو برباد کرینگے

لب کیسے خبر ہوئے نہ کچھ کام زبان کو
ہر سانس مین اسطرح تری یاد کرینگے

کونین کا ہے عکس مری آنکھ کے تل مین
کیا دعوے یہان مانی و بہزاد کرینگے

ہم نام و نشان میٹکے اُٹھینگے جہانسے
آزاد ہین کیا خواہشِ اولاد کرینگے

دل لے اُڑے نظرون ہی مین آنکھونکو بچاکر
اِس بات پہ تو آپ کی ہم صاد کرینگے

دلکی بھی خبر لینگے مرے نفس کے خطرے
یہ وہ ہین کہ کندہ مری بُنیاد کرینگے

خود آئینۂ دل کو بنا لین گے مکدر
کرتے ہین حسد کیا مرا حسّاد کرینگے

اُس بھول بھلیان مین پہونچ جائینگے جسدم
واللہ خدا کو بھی نہ ہم یاد کرینگے

گرِ جائے گا جھنڈا مرا میدان سخن مین
جب حضرتِ علوی مری امداد کرینگے

میخانہ مین اب قدر نہین آپ کی میکش
مرجاؤگے جب پھر تو بہت یاد کرینگے

ملحد ہین نئے ڈھنگ سے الحاد کرینگے
بُت کو لیے پہلو مین تری یاد کرینگے

وہ مجکو جب اِس قید سے آزاد کرینگے
معلوم نہین پھر کہان آباد کرینگے

ایجاد مین ایجاد وہ ایجاد کرینگے
اسطرح سے بھولین گے کہ وہ یاد کرینگے

نالہ کرین شیون کرین فریاد کرینگے
جس ڈھنگ سے چاہینگے تری یاد کرینگے

کیا اِس سے زیادہ ستم ایجاد کرینگے
بیداد کیا کرتے ہین بیداد کرینگے

آزُردہ کرینگے کبھی دل شاد کرینگے
کچھ اور ستائین گے اگر یاد کرینگے

پنہان وہ اگر حسن خداداد کرینگے
اُٹھ جائے زمین سر پہ وہ فریاد کرینگے

ہستی کا معما جو سمجھلینگے عدم مین
پھر طفل نہ گریہ دمِ میلاد کرینگے

چلتی ہے یہان تیغ نفس حلق پہ ہر دم
کیا اب وہ رواں خنجرِ فولاد کرینگے

وہ بیٹھے ہین پہلو مین یہی دقت ہے ای دل
ہم طائر جان کو ابھی آزاد کرینگے

گُم ہوگئی سودائی کی تیرے رگِ سودا
منہ سامنے کیا نشترِ فصّاد کرینگے

ہم اُس بتِ طنّاز کی دکھلائینگے تصویر
جب حسن کا غمزہ یہ پریزاد کرینگے

ہم نقد خودی کرچکے سب اُنکے حوالے
کیا ایسی سخاوت کہین جوّاد کرینگے

مین طفل دبستان ہون یہی فخر ہے میرا
استادی کا دعوی جو ہین اُستاد کرینگے

وہ مست مئے عشق ہون جنت مین بھی میکش
شاگردی مری مجنون و فرہاد کرینگے

وہ رتبہ بخشا ہے آدم کو خاکساری نے
نہ پایا خواب مین بھی جسکو دیو ناری نے

خطائین دیکھ کے بخشا جناب باری نے
مجھے تو پار اُتارا گناہگاری نے

پھنسا یا زیست کے جھگڑے مین دم شماری نے
قفس مین ڈال دیا جبر اختیاری نے

گھلا کے چھوڑا مرے دل کو غمگساری نے
بہا دیا ہی کلیجے کو اشکباری نے

جسے مٹا دیا الفت کے زخم کاری نے
پھر اسکو منہ نہ دکھایا چھری کٹاری نے

کہین نہ چین دیا ہاے اضطراری نے
ہمین مٹا ہی دیا دل کی بیقراری نے

قریب آ گیا کوئی دل شکستہ کے
عجیب کام دیا دل کی انکساری نے

نہ دین و دنیا کے قابل رہے زمانے مین
ہمین تو کھو دیا کمبخت تیری یاری نے

ٹھکانے پر ہمین لائی کسی کی تہمت عشق
بہت چڑھا یا تھا جبہ ودستار وضعداری نے

وہ جتنے چھپتے ہین اتنی ہی ہوتے ہین مشہور
یہ پردے پھاڑے ہین سب انکی پردہ داری نے

سنا ہی پہلے ہی اچھا تھا اب تو مینکش کو
کیا جہان مین رسوا اس شراب خواری نے

جب ہی ہر ایک شکل مین تعمیر روح کی
صورت نہین مری یہ ہے تصویر روح کی

تا نفس جو ہے ترا اسکی بھی رکھ خبر
یہ عرش سے لٹکتی ہے زنجیر روح کی

ہم اور ہی سمجھتے ہین پتلون کو خاک کے
توقیر جسم ہی تو ہے توقیر روح کی

نور بصر مین تیری بصیرت کی ہے ضیا
جلوہ نما ہوئی ہے یہ تنویر روح کی

کیا جانے کیا بنا کے محمدؐ کے جسم کو
گردون سے اونچی لے اڑی تنجیر روح کی

عالم مین لکھی کاتب قدرت نے یک قلم
ہژدہ ہزار جلد مین تفسیر روح کی

ذیروح جتنے تھے لگے بھرنے اُسی کا دم
عالم مین ہو گئی ہے یہ تشہیر روح کی

کھلجائے شغل روح تو چکر مین آئے سر
آ جائے سب نظر تجھے تحریر روح کی

مطلق جو ہے وہی تو ہے روح مقیدہ
ممکن نہین کہ ہو کبھی تغئیر روح کی

آدم کو سجدہ کرنے کا باعث یہی تو تھی
کرتے نہ کیون ملائکہ توقیر روح کی

تیری ہی شکل وہ بھی ہے اسکو بھی دیکھ تو
ایک اور جسم مین بھی ہے تصویر روح کی

ہر ایک دم مین تیرے حدوث و قدم ہین ایک
موجود ہر نفس ہے یہ تاثیر روح کی

تکلیف مین نہ جسم مشبک یہ تھی نظر
کرتے تھے سیر حضرت شبیرؑ روح کی

سچ ہے یہ قول صدر جہان بیٹھے صدر مین | جسم پلید مین نہو تحقیر روح کی
مین وہ شہید رد نیازل ہون کہ ہر نفس | اب بھی روان ہو حلق پہ شمشیر روح کی
عالم مین کوئی روح سے خالی نہین ہی جسم | ہر ایک ملک تن ہوا جاگیر روح کی

میکش شراب علوی و سفلی ہو ایک سب
دے تجھکو مغفرت جو ترا اکسیر روح کی

آب گہر تصدق تجھ پہ نثار پانی | روشن ہے تیرے تن کا آئینہ وار پانی
برسائینگی جو آنکھین یون بار بار پانی | اک روز گھلکے ہوگا سب جسم زار پانی
عکس بدن سے تیرے دریا مین گل کھلے ہین | گلزار بنگیا ہے اے گلعذار پانی
عشاق کیون نہ آکر پیاسے گلے کٹائین | دکھلا رہی ہے تیرے خنجر کی دھار پانی
اک قطرۂ نجس سے کیا کیا حسین بنے ہین | نکلا ہے بطن ہی سے کرکے سنگار پانی
منہ کھولے تک رہی ہی خود ہے لہو کی پیاسی | اک قطرہ بھی نہ دیگی یہ تیغ یار پانی
پانی سے اس جہان مین ہر شے کی زندگی ہی | عالم مین کیا بنایا پروردگار پانی
آب روان کی موجین شرمندہ چال پر ہین | ہی تیرے اسپ کا وہ اے شہسوار پانی
اپنا ثبات ایدل اتنا ہے اس جہان مین | شبنم کا جسطرح ہو بر نوک خار پانی
آنکھین کھلین جو تیری کھلجائے آب رحمت | برسا رہا ہے دائم ابر بہار پانی
عنصر ہی ایک غائب کردیگی کیا بدن سے | چھوڑے گی کچھ بھی مجھ مین ای چشم زار پانی
ای چشم وقت رخصت انکے سنبھلکے بہنا | ایسا نہو بھر آئے بے اختیار پانی
تردامنی سے اپنی ہم تہ پہ ہو تو جانین | دریا مین موجین مارے گو یون ہزار پانی
تہ بہ کے آرہا ہے آب نفس دمادم | تا زیست یہ نہ لیگا اکدم قرار پانی
طبع روان تمہاری وہ ہے روان کہ جسپر | صدقے ہزارون دریا اور لاکھ بار پانی
آب شعر سے اتنی الفت اگر نہوتی | پیتے نہ شیخ صاحب لیکر ادھار پانی

میکش اسیکو سمجھون مین ایک ساغر مے
اک گھونٹ دے جو ہنسکر خود وہ نگار پانی

ستانے پر کمر باندھی بھروسے پر ہو جوبن کے — غضب کرنے لگی ہو دوست بن بیٹھی ہو دشمن کے
فلک تک غلغلے ہین اس مری فریاد و شیون کے — تعجب ہی کہ روکین اسکو رخنے تیری چلمن کے
بگڑ جاتے ہو بن بنکے ستم ڈھاتے ہو تن تن کے — انھین چھوڑو مری جان سب یہ شیوے ہین لڑکپن کے
کسی پہلو نہ چھوٹے ہاتھ سے اس نفس دشمن کے — الٰہی آ گئے ہین پیچ مین ہم کیسے رہزن کے
یہ میرے چار تنکے بھی ہین خار اب انکی آنکھون مین — ہمیشہ برق رخشان گرد پھرتی ہے نشیمن کے
وہ جب ٹھکرا کے چلتا ہی ہماری خاک مرقد کو — کنارے چومنے لگتی ہی اڑ کر اسکے دامن کے
ہمین کل پر نہ ٹالو اپنی صورت آج دکھلادو — قیامت کو تو سب دیکھین گے جب نکلو گے بن ٹھن کے
بغلین میری اک پردہ نشین ہی وہ ہین نامحرم — فرشتونسے کہو اندر نہ آئین میرے مدفن کے
عجب ستار ہو صدقے تمہاری پردہ پوشی کے — چھپایا خود گنہگارونکو اک گوشے مین دامن کے
مرا مشرب جدا ہی صلح کل رکھتا ہون عالم سے — مجھے کیا کام ہی جھگڑونسے اب شیخ و برہمن کے

زبانسے اور اب کس چیز کا دعوی کرین میکش
سوائے میکشی کامل نہین ہین ہم کسی فن کے

جیسے وہ تیغ یار ہے آنکھونکے سامنے — دم لب پہ جان زار ہی آنکھون کے سامنے
زاہد تجھے تلاش ہی جسکی خبر نہین — ہر وقت وہ نگار ہی آنکھون کے سامنے
آتے ہین اپنا بھیس بدل کر وہ ہر گھڑی — ہر لحظہ اک بہار ہی آنکھون کے سامنے
جھک جھک کے پیش ہوتی ہین طوبیٰ کی ڈالیان — جسدن سے قد یار ہی آنکھون کے سامنے
جسکو لباس ہستی سمجھتے ہو دوستو — اکدن وہ تار تار ہی آنکھون کے سامنے
بیٹھا ہوا ہے سامنے وہ شوخ لالہ رنگ — کچھ اور ہی بہار ہی آنکھون کے سامنے
لاشہ مرا خیال سے ہی بحر خون مین غرق — خنجر کی اسکے دھار ہی آنکھون کے سامنے
آئے ہین اسطرف وہ صبا کہدے کانئین — میرا بھی اک مزار ہی آنکھون کے سامنے
پامال کرتے تھے جسے ٹھکرا کے دیکھ لو — یہ ہی تو وہ غبار ہی آنکھون کے سامنے
لخت جگر بھی ہونچا مژہ پر تو کیا ہوا — اک طفل نے سوار ہی آنکھون کے سامنے
جاتے ہو منہ اٹھائے ادھر بھی تو دیکھ لو — یہ کوئی بیقرار ہی آنکھون کے سامنے

وہ قتل کرکے ڈر گئے بولے وہان جو زخم
صاحب یہ لالہ زار ہی آنکھون کے سامنے

آنکھون مین اپنی جان جو خود مرکے رہگئی
کس بُت کا انتظار ہی آنکھون کے سامنے

محسوس بالنظر نہین ہوتے نظر مین ہین
یہ اِک نیا حصار ہی آنکھون کے سامنے

ڈھانپا جبھی اِدھر سے اُدھر جب کبھی ہوئی
یہ کون پردہ دار ہی آنکھون کے سامنے

یہ توکہو کہ خرمن جان کس طرح بچے
برقِ نگاہِ یار ہی آنکھون کے سامنے

محشر مین غل ہے رحمت باری ہی جوش پر
میکش شراب خوار ہی آنکھون کے سامنے

اوصاف روے خوبان ہرگز رقم نہونگے
مضمون یہ وہ ہین اعلے زیر قلم نہونگے

بازار حشر مین بھی شرمندہ ہم نہونگے
کچھ داغ دل تو ہونگے پلّے درم نہونگے

عالم سے جور خوبان تاحشر کم نہونگے
ہونگے نئے ستمکش جسوقت ہم نہونگے

ہستی مطلق ابتو دائم ہے اُنکی ہستی
جیتے ہی مٹ چکے جو وہ پھر عدم نہونگے

ہنس ہنس کے خاک مین وہ ابتو ملا رہے ہین
روئین گے پیٹ کر سر جسوقت ہم نہونگے

کیا شیخ کیا برہمن جبتک بھرین ترا دم
ویران کسیطرح سے دیر و حرم نہونگے

کچھ اور نغمے ہونگے آواز مین کسی کی
یہ زیر و بم نہوگی یہ تال و سم نہونگے

بے پردہ لوگ تمکو جس وقت دیکھ لینگے
قالب مین جان نہوگی سینون مین دم نہونگے

اب یکدن یہ وہی ہم ہین نہین ہین لاکھون
اِک روز وہ بھی ہوگا ڈھونڈھوگی ہم نہونگے

ہم بعد قتل بھی تو پہونچین گے تیرے درتک
سر ہی نہوگا دھڑ پر تو کیا قدم نہونگے

حورون کی زلف مین دل کیونکر پھنسے گا زاہد
گو لاکھ پیچ کھائین یہ پیچ و خم نہونگے

ہستی سے پھر عدم مین جسوقت جا بسین گے
یہ جھگڑے یہ بکھیڑے یہ رنج و غم نہونگے

محراب ابروٗ اسکی ہے کعبۂ حقیقی
ہم پیش روی جانان کسطرح خم نہونگے

سر دینے پر بھی اُنکو پھر ہو نہ سر بلندی
اُلفت کی راہ مین جو ثابت قدم نہونگے

اِک سو گروہ رندان اِک سمت خیل مستان
محشر مین ساتھ اپنے کیا کیا حشم نہونگے

لاشے پہ آئین گے وہ جب جان نکل چکے گی
دیکھین گے کسطرح سے افسوس ہم نہونگے

میکشن نہ کھلسکینگے اسرار بادہ نوشی
شیشہ صراحی ساغر جب تک بہم نہونگے

چاہیے کچھ تو شگوفہ جوشِ رحمت کے لیے
ہمنے رکھ چھوڑے گنہ روزِ قیامت کے لیے

جاہِ دُنیا کے لیے ایمان نہ دولت کے لیے
آئے ہین در پر ترے تیری محبت کے لیے

کہیے تو کیونکر نہ مین ہر ایک بُت پر جان دُون
مجکو خالق نے بنایا ہے محبت کے لیے

بارہا خاک کے جمے نقشے کھنچے شکلین بنین
ہمنے لاکھون رنگ بدلے تیری صورت کے لیے

اسیلیے رکھتا ہون مین پیشِ نظر تصویر یار
کچھ تو ساماں چاہیے آخر عبادت کے لیے

یون تو یہ مشکل سے بھی مشکل ہے منزل عشق کی
ہان مگر آسان ہے کچھ اربابِ ہمت کے لیے

اب بھی کہتا ہون کسی بُت پر نہین ہو جا نثار
کیون مرا جاتا ہے زاہد حورِ جنت کے لیے

مجکو دیوانہ سمجھکر رکھدیا چھاتی پہ بوجھ
جب نہ ہاتھ آیا کوئی بارِ امانت کے لیے

چاہیے مضطر نہو ہرگز کسی تکلیف مین
آدمی پیدا ہوا ہے رنج و راحت کے لیے

جنسے کچھ بیمارِ فرقت کا بھلا ہو اے مسیح
چاہیے ایسے بھی کچھ نسخے طبابت کے لیے

ڈالدین دریا مین جاکر بے کفن لاشہ مرا
دوستون کو فکر ہے کیون اتنی تربت کے لیے

دلمین آتے آتے کیون رُک جاتے ہو تم اے صنم
اس سے اچھی کونسی جا ہے سکونت کے لیے

کسطرح سے ہو نہ ہر عضوِ بدن مضطر مرا
ایک جا قائم نہین ہے دردِ اُلفت کے لیے

لاکھ چکر کھا کے ہاتھ آیا ہے نقشہ یار کا
سارے عالم مین پھرا ہون ایک صورت کے لیے

خاک مین ملجاتی ہے میری وفا سب پیشِ یار
ڈھونڈھ لیتا ہے وہ کچھ پہلو شکایت کے لیے

مُنہ سے کچھ دعویٰ نہین ہان آزما کر دیکھ لو
جانِ جان غیرت بھی جوہر ہے شرافت کے لیے

ایک میکشن کیا ہزارون رند بخشے جائینگے
لب ہلائیگا کوئی جسدم شفاعت کے لیے

دل کو اب شوق دید ہی کیا ہے
عید کی یہ نوید ہی کیا ہے

جسپہ ہم غش ہین وہ نہین ملتا
کہیے پھر اپنی عید ہی کیا ہے

جب وہ ہر رنگ مین ہو نگارنگ
پھر سیاہ و سپید ہی کیا ہے

کسی دل سوختہ کا پانون ہے وہ — اور ہل من مزید ہی کیا ہے
کھالیا غم نے مجکو اُس بُت کے — زیست کی اب اُمید ہی کیا ہے
شیخ کو جو خدا سے سمجھے جُدا — پھر وہ مرتد مرید ہی کیا ہے
یہی ہوگا کہ ٹکڑے کر دوگے — ایسی قطع و بُرید ہی کیا ہے
ماخلق اللہ باطلو ہے شیخ — اسمین گفت و شنید ہی کیا ہے
وسعت رحمتی ہے کل شئے — اس سے اچھی نوید ہی کیا ہے
جب ہو اللہ ہے فی السما و الارض — پھر یہ قرب و بعید ہی کیا ہے

میکدے مین جو غل ہی میکش کا
ایسا وہ خوش خرید ہی کیا ہے

ساقیا ہم نہ لین گے ترے میخانے سے — خم سے بیعت ہی ہمین عہد ہے پیمانے سے
مست اسطرح سے پھرتے ہین جو دیوانے ہے — مے پری بنکے اُڑی ہی کسی میخانے سے
ابتو ہم بھی نہین گھبرائین گے غم کھانے سے — کہدو اُنسے کہ نہ باز آئین ستم ڈھانے سے
جتنا ہو ظرف اُسے اُتنی ہی مے ملتی ہے — کوئی خالی نہین جاتا ترے میخانے سے
نشۂ مے مری آنکھون سے ہوا ہے ظاہر — خُم مین جتنی تھی پی ہے اسی پیمانے سے
مَن ہی جائینگے وہ جلدی نہ کرا تنی اے دل — کام نکلا ہے کسیکا کبھی گھبرانے سے
تیری اس دلکی لگی کچھ بھی بجھی جل بھُن کر — ہاے پوچھا نہ کسی نے کبھی پروانے سے
پہلے خود جلتی ہے پھر اُسکو جلا دیتی ہے — شمع کو لاگ ہوئی ہے بُری پروانے سے
دور ہو جاتی ہے سب کلفت ہجران میری — عید آجاتی ہی گھر مین ترے آجانے سے
کیا ہوا انکو جھپکتی نہین دو دو دن تک — انکھین باز آتی نہین کیون مری پتھرانے سے
راست بازون سے کجی خوب نہین ہوتی ہی — زُلف سے کہدو کہ اُلجھا نکرے شانے سے
حضرت دل تمہین کیا ہو گیا خاموش رہو — رنج بڑھ جائے گا پھر بات کے بڑھ جانے سے
لاشہ کس مست کا اُٹھا ہے جو یہ جمگھٹ ہی — حورین جنت سے پری آئی پریخانے سے
حسرتین دل کی جہان نکلین وہان جاؤن گا — کام بستی سے نکلتا ہی نہ ویرانے سے

غیر کیا دوست بھی سنتا نہین اتو کوئی | اک جہان تنگ ہوا ہی مرے افسانے سے
ساقیا ہوتا ہے رندونمین جو زاہد شامل | عہد شیشے سے تو پیمان کرے پیمانے سے
آج کہتے ہین جسے برق مری آہ کے ساتھ | ایک تنکا یہ اُڑا تھا کسی کاشانے سے
ہمنے ہر ایک طرحسے اُنھین سمجھا دیکھا | عمر بھر راہ پر آئینگے نہ وہ لانے سے
میری سنتا نہین دل اپنی بکے جاتا ہی | یون خدا کام نہ ڈلے کسی دیوانے سے
پوچھتے ہی نہین وہ بادۂ ساقی کے سوا | کام مسجد سے ہی رندون کو نہ بتخانے سے
تم رہے پہلو مین جبتک رہی دلکو تسکین | درد دل اُٹھنے لگا آپکے اُٹھ جانے سے
کیون نہ بیعانے مین دل چھینے خال رخ دوست | خرمن حسن بکا ہی اسی اک دانے سے

حشر مین قبر سے جب لوگ اُٹھین گے میکش
جھومتے نکلین گے ہم بھی کسی میخانے سے

آنکھونکو ضبط گریہ سے جبکہ کل نہ آئے | چشمہ ہی تو ہی صاحب کیونکر اُبل نہ آئے
دم نکلے پر وہ نکلے خلوت سے خاک نکلے | جب جان نکل رہی تھی جب کیون نکل نہ آئے
آئین مزار پر وہ ہو اُنسے یہ تمنا! | لاشے پہ بھی جو میرے دو گام چل نہ آئے
مہجور سے تمہارے کوئی بھی خوش نہین ہی | مرنے پہ بھی جو بیٹھے ہرگز اجل نہ آئے
آہ رسا نے میری کیا کیا نہ کر دکھایا | تھامے کلیجہ گھر سے وہ کب نکل نہ آئے
دل پھیر لیتے اُنسے کچھ کرکے ٹیڑھی باتین | ہم کیا کرین ہمین یہ رد و بدل نہ آئے
دیکھین وہ جرم میرا جب کوئی امر ندامت | آنکھین ہی پھوڑ لونگا گر اشک ڈہل نہ آئے
ہر عضو مضطرب ہو جب عشق کی بدولت | کہئے دماغ مین پھر کیونکر خلل نہ آئے
کل تک تو اور ایجان ہین منتظر تمہارے | کل ہم بھی چلبسینگے گر آپ کل نہ آئے
نخل وجود اپنا اب خو گر خزان ہے | کیا جھونکو بہار مین جب کچھ پھول پھل نہ آئے

ذلت اُٹھائی میکش کو چھیڑا اسکید مین
اُسوقت شیخ صاحب آہستہ ٹل نہ آئے

ابھی باتون مین زندہ عاشق ناکام ہوتا ہے | مسیحا بنکے آجاؤ تمہارا نام ہوتا ہے

ہین وہ میکش ہون جسکا ذکر صبح و شام ہوتا ہی — مرے ہی نام سے عالم مین دورِ جام ہوتا ہے

وہ جھنجلا کر یہ فرماتے ہین جب کوچین جاتا ہون — تمہارا کیا بگڑتا ہے کوئی بدنام ہوتا ہے

چلو ای دوستو کر آئین چلکر فیصلہ اپنا — سنا ہے آج اُس کوچین قتلِ عام ہوتا ہے

سوالِ وصل پر وہ چپ نہ بیٹھین گالیان دیکر — سنا دین جُسکم وہ بھی اور کیا انعام ہوتا ہے

ستانے مین ہو کیا کچھ سود مجھ برگشتہ قسمت کے — یون ہی آزردہ مجسے وہ بتِ خودکام ہوتا ہے

نہ چھوٹا کوئی اُس زہرہ جبین کے عشقِ گیسو سے — فرشتہ بھی یہان آکر اسیرِ دام ہوتا ہے

گراتے کیون ہو نظرون پر چڑھا کر اپنے عاشقکو — سنبھل بیٹھو کہ یہ قصہ بھی طشت از بام ہوتا ہے

عبث اِس دل کو امیدِ وفا اُس بیوفا سے ہی — کہین پختہ کسی کا بھی خیالِ خام ہوتا ہے

لبون پر جان میری دیکھ کر احباب کہتے ہین — یون ہی مرتے ہو وہ آرامِ جان کب رام ہوتا ہے

وہ بت ہو سامنے جب لا الٰہ مین کہون کیونکر — مطیعِ کفر بھی کیا قائلِ اسلام ہوتا ہے

خودی کو جو مٹا بیٹھے انھین سنگِ حوادث سے — نہ کچھ راحت پہنچتی ہے نہ کچھ آلام ہوتا ہے

نہ کیون خلدِ برین سے لینے آئے روح مستونکی
یہی غل ہو کہ میکش کا بخیر انجام ہوتا ہے

ہم وفا کرتے ہین ہر وقت جفا کے بدلے — تم جفا کرتے ہو دن رات وفا کے بدلے

کفر و اسلام سے کچھ کام نہین رکھتے ہم — پوجتے ہین تجھے اے یار خدا کے بدلے

ہو ابھی آپ کا بیمارِ محبت جان بر — تم چلے آؤ اگر آج قضا کے بدلے

بوسۂ لب سے ہو دشنام بھی بہتر اُنکی — زہر پی لیتے ہین ہم آبِ بقا کے بدلے

لاکھون انداز ستانے کے اُنھین آتے ہین — شوخیان بھر رہی ہین شرم و حیا کے بدلے

ہووے کیا خاک مداوا ترے بیمارون کا — درد ہی بڑھتا ہی ہر روز دوا کے بدلے

آپ جب آئے ہوا ہیجان عیادت کے لیے — بوسۂ لب ہی کوئی دیدو دوا کے بدلے

تمکو وہ دل دیا بے مانگے خبر بھی ہے صنم — جسکو دیتا نہ کبھی ارض و سما کے بدلے

رنگ لائے گا کسی دن یہ کہین لے قاتل — خونِ عشاق بہاتے ہو حنا کے بدلے

پھر یہ اُسکا ہی کلیجہ ہے کہ وہ زندہ رہے — خونِ دل کھاتا ہو جو شخص غذا کے بدلے

مے نہو خم مین تو خالی نہ اُٹھا میکش کو
دیدے اے پیر مغان دُرد صفا کے بدلے

صدقے مین ساقی مۓ گلفام کے
جام بھر بھر دے خدا کے نام کے

ڈھنگ بگڑے ہین دل ناکام کے
جھوٹے شکوے ہے گردش ایام کے

کفر کے قائل کوئی اسلام کے
ہم ہین بندے اک بتِ خودکام کے

بولے وہ ہنسکر سوالِ بوسہ پر
آپ تو قابل نہین اِنعام کے ۲

اِک نئی اپنی خدائی کرتے ہین
بُت بھی دشمن ہین خدا کے نام کے

اُن کو آنا ہی نہین منظور ہے
جھوٹے ہین وعدے یہ صبح وشام کے

دم نکلتے ہی ہوئی یہ اپنی قدر
آئے وہ روتے کلیجہ تھام کے

قابلِ بوسہ تو ہم تھے ہی نہین
کیا نہ تھے لائق بھی اک دشنام کے

کرتے ہین عاشق کو وہ نظرونمین صید
آنکھ کے ڈورے ہین پھندے دام کے

پہلے دل مین دیکھیے ہمکو جگہ
لطف جب ہین نامہ وپیغام کے

خالی شیشے کو دکھا کر دل نہ توڑ
ٹکڑے ہو جائینگے ساقی جام کے

بولے وہ لیکر دلِ صد پارہ نذر
جامِ جم کے ٹھیکرے کس کام کے

شیخ صاحب جو پھرے کعبے مین آج
دام اُٹھا کر جامۂ احرام کے

رات دن جلتا ہے اِک روتا ہے اِک
دل جگر دونون نہین ہین کام کے

رام ہو جائے اگر وہ سنگدل
پھر مزے ہین عیش کے آرام کے

اور کیا میکش ہو رندی مین فروغ
بج چکے ڈنکے ہمارے نام کے

مین وہ میکش ہون کہ بعد مرگ بھی
میکدے کھلتے ہین میرے نام کے

ہٹاتا کیون ہے قاتل تیغِ بُران روبرو کرکے
نمازِ عشق پڑھنے دے ہمین خون سے وضو کرکے

دکھا جا روے تابان پھر چلا جا ذبح تو کرکے
ترے کوچے مین آئے ہین بہت کچھ آرزو کرکے

پرستش کی ہے اِک بُت کو ہمیشہ رُوبرو کرکے
کیا اِک دن نہ سجدہ ہمنے کوئی قبلہ رو کرکے

اُنھین کہدو کوئی رازِ محبت کھل ہی جائے گا
چڑھ ہو گئے خود بھی جھنڈی پر مجھی بے آبرو کرکے

ردائے عنصری کو پائداری ہو تو کیونکر ہو
حوالے کرتے ہین وہ چار ٹکڑ ونکو رفو کرکے

بڑھا وہ دست قاتل ابتو کچھ اے ضعف ہمت کر
کٹا لینے دے سر ہمکو ذرا اونچا گلو کرکے

ترے آزاد بھی کیا آب و گل مین قید ہوتے ہین
نکلجائین ابھی باہر جسد سے ایک ہو کرکے

اُنھین ہم سات پردونمین سے باہر لے ہی آئینگے
چھپین گے اب کہان وہ ہمکو رسوا کو بکو کرکے

مرے سر پر نہ کیونکر خنجر قاتل کا احسان ہو
گیا بزمِ عدو مین آج مجکو سرخرو کرکے

نہ نکلا جب کوئی اعمال نامہ قابلِ رحمت
ہوئے خاموش ہم پیش آیۂ لاتقنطو کرکے

بہت کچھ ہو چکی بس حضرتِ دل ابتو باز آؤ
ابھی تو مُنہ کی کھائی ہی کسی سے گفتگو کرکے

کسیکے ہاتھ پر مین بک گیا ہون دو ہی باتونمین
ابھی دل لے لیا ظالم نے مجسے گفتگو کرکے

چھُڑا نیسے کسیکے اب قیامت تک نچھوڑینگے
تمھین پایا ہے ہمنے ایک مدت جستجو کرکے

بھلا کہیے نہ کیونکر جان جائے اُنکے جانے پر
گئے اکدن نہ وہ پوری ہماری آرزو کرکے

مبارک ہون تمھین اے شیخ صاحب سنگ کعبے کے
کسیکو پوجتے ہین ہمتو سجدے چار سو کرکے

بتاؤن کیا کہ منسا اور بھی کوئی ہے عالم مین
اِدھر آؤ دکھا دون آئینے کو روبرو کرکے

لگائے گا نہ جبتک قلزمِ توحید مین غوطے
کبھی صوفی نہو گا پاک تنکی شست و شو کرکے

چمن مین وہ نسیم نوبہاری رنگ لاتی ہے
نکلجاتی ہی غنچونمین یہ پیدا رنگ و بو کرکے

رہے ہے تار نفس تار نظر بے کار ہی اسپنے
دلِ صد پارہ کو اک دن نہ دکھلایا رفو کرکے

قیامت تک نہ اُٹھینگے فرشتونکے اُٹھانے سے
درِ دولت پہ آبیٹھے ہین ہم کچھ آرزو کرکے

شراب نظم کا اک اور بھی ہو دور اے میکش
نہ اُٹھ بزمِ سخندان سے ابھی خالی سبو کرکے

پانون مین میرے اُلجھی زنجیر کھُلتے کھُلتے
کیا رہگئی ہے میری تقدیر کھُلتے کھُلتے

مقتل کو پاٹ دیگی تیغ ادا ہی پہلے
کشتونکا ڈھیر ہو گا شمشیر کھُلتے کھُلتے

پیری مین رنگ و روغن کیونکر ہو عارضون پر
ہوتی ہے میلی اکثر تصویر کھُلتے کھُلتے

غیرون نے گتھیان کچھ ڈالین تھین اُنکے دلمین
سب کھُلگیا وہ دامِ تزویر کھُلتے کھُلتے

غالب ہی کسنی بھی دل مین حجاب بھی ہے
ہمسے کھلے گا اب وہ بے پیر کھلتے کھلتے

اپنی رہائی پردہ خوش ہو تو کسطرح ہو
جب ٹوٹ جائین بال نخچیر کھلتے کھلتے

دل کی لگی سے میرے واقف ابھی نہو گے
صاحب کھلے گا حال دلگیر کھلتے کھلتے

مقصد نہ نکلے جبتک تقدیر ہو نہ شامل
رہجائین عقدے پیش تدبیر کھلتے کھلتے

اعزاز سے بلانا میرا جو یاد رہتا
ہوتا نہ بند باب توقیر کھلتے کھلتے

راز درون عاشق ہرگز نہ چھپ سکیگا
ہو جائیگا جہان مین تشہیر کھلتے کھلتے

اک روز قطع ہوگا یہ سلسلہ نفس کا
ٹوٹے گی مرغ جان کی زنجیر کھلتے کھلتے

آہی گئی شکایت کچھ شمع کی زبان پر
یون ہی کھلے گا جو رگلگیر کھلتے کھلتے

پھر قتل مین ہمارے تاخیر ہو گئی کچھ
پھر رہگئی کمر سے شمشیر کھلتے کھلتے

لگتی ہے دیر رنگ تقریر جمتے جمتے
ہوتا ہے کشف حال تحریر کھلتے کھلتے

اب دیر کیا ہی میکش میخانیکی بنا مین
کیون رہگئی وہ فرد تعمیر کھلتے کھلتے

حورین ڈھونڈھے گا کوئی خلد مین طوبا کوئی
تجکو ڈھونڈھے گا ترا ڈھونڈھنے والا کوئی

دیکھے جب تک نہ کسیکا رخ زیبا کوئی
کردے کسطرح حوالے دل شیدا کوئی

نہین کرنے کا یقین ہے کبھی پردا کوئی
سامنے آئیگا جب دیکھنے والا کوئی

دل نالان کو مرے دیکھ کے کہتا ہی وہ شوخ
مفت بھی مول نہ لے ایسا تو سودا کوئی

طالب دنیا و عقبی تو بہت سے ہین یہان
لاکھ مین ایک ہی ہے طالب مولا کوئی

بزم اغیار مین بازآؤ اشارے نکرو
سنبھلو اے جان جہان ہوتا ہی رسوا کوئی

اپنے عاشق کو مٹایا تو بہت خوش ہو کر
یہ بھی پوچھا کہ مٹا داغ تمنا کوئی

آپ جو چھپتے رہو یہ تو بتادو مجکو
اور بھی ہے کہین اس دل کا ٹھکانا کوئی

اُسکے ہر عضو مین کیونکر نہو عکس رخ دوست
آئنہ بنگیا ہو جبکہ سراپا کوئی

زہر کالون کا نچوڑا ہے یہ وہ عاشق ہون
بنگئی مار تو کیا زلف چلیپا کوئی

دل جگر دونون مرا ساتھ نچھوڑین کیونکر
نہین ہوتا ہے برے وقت کسی کا کوئی

یہی غفلت ہی تو اک روز یہ پونہچے گی خبر
مرگیا لے وہ ترا چاہنے والا کوئی

ایک سے خلق مین پیدا نہین ہوتی ہین بشر
ہے برا کوئی تو اے جان ہی اچّھا کوئی

مین وہ ماہی ہون کہ سیراب نہون جیحون سے
مجھسا پیاسا نہو یارب لب دریا کوئی

غیر کو یون رخ تابان نہ دکھا او ظالم
جان کھو دے گا ترا دیکھنے والا کوئی

دل بہلنے کی ہے تدبیر یہی زندان مین
ڈھونڈھ کر لادو کہین سے مجھے صحرا کوئی

ضبط کرنے پہ بھی آنسو نہ رکے آنکھو نسے
کسطرح بند کرے کوزہ مین دریا کوئی

یہ وہ آنکھین نہین جو دیکھکے پتھرا جائین
مجکو بھی آپنے کیا سمجھا ہے موسا کوئی

خود بخود آج تو ہر شعر اڑا جاتا ہے
نظم ہے یا کہ ہے پریون کا اکھاڑا کوئی

قاف تک جانے کا دعویٰ ہی بہت لوگونکو
نوچ کر لائے تو دیکھین پر عنقا کوئی

جان دیدیتا ہے مرجاتا ہے ظالم تجپر
تیرا بیمار نہین لیتا سنبھالا کوئی

ایک ہی آن مین کچھ اور ہی نقشہ ہوتا
نقش ہستی جو مری طرح مٹاتا کوئی

سجدۂ شکر بجا لانے کو ہر دم او بت
ڈھونڈھ لیتا ہون ترا نقش کف پا کوئی

یون تو ہر شخص کو دعویٰ ہے زباندانی کا
دیکھین لکھ لائے تو اردو سے معلا کوئی

دانت کیون پیستے ہین رند کہو تو میکش
کیا سمجھتے ہین مجھے مُنہ کا نوالا کوئی

نہین پہلی سی وہ عنایت تمہاری
بدل ہی گئی اب تو عادت تمہاری

نہ کیون ہو ترقی پہ الفت تمہاری
مقابل ہی آنکھونکے صورت تمہاری

بری کھب گئی دلمین الفت تمہاری
رلانے لگی ہے محبت تمہاری

پھنسوگے کہین حضرت دل کسیدن
کرونگا کہانتک حفاظت تمہاری

ابھی باتون مین برہم ہوئے ہو
ہٹو دیکھ لی بس محبت تمہاری

خدا بھی نہین سنتا اے بت یہ جھگڑے
کرون کس سے جا کر شکایت تمہاری

مجھے مار ہی ڈالا ناز و ادا نے
ستم ڈھا رہی ہے نزاکت تمہاری

ہوئی ایسی حالت تمہارے سبب سے
اٹھائے ہین صدمے بدولت تمہاری

مرا حال قاصد جو پوچھین تو کہنا — کرم ہے تمہارا عنایت تمہاری
منا لیتے ہین ہم بگڑ جاتے ہو تُم — وہ خصلت ہماری یہ عادت تمہاری
وہ کُندن سی رنگت جو تھی عارضون پر — کہان لُٹ گئی اب وہ دَولت تمہاری
کبھی بھُولے سے بھی نہ یاد آیا کوئی — رہی غیر دن ہی پر عنایت تمہاری
کرو ظلم دل کھول کر اب حسینو — ریاست تمہاری حکومت تمہاری
جگہ دل مین ہوتی جو مجھ دل جلے کی — بدلتی نہ چشم مُروّت تمہاری
کسی پینتھ مین تو جمو حضرت دل — جہان سے نرالی ہے مِلّت تمہاری
پریشان ہونا نزاکت سے رہنا — وہ ہی شان میری یہ شوکت تمہاری
نہ آج حاصل تو اے شیخ صاحب — کرین لیکے کیا کل کو جنت تمہاری
تمہارا رُخ آتشین پھونکتا ہے — لگاتی ہے آتش شرارت تمہاری
نہ دیکھا کسیکو پھر اُسنے نہ دیکھا — نظر آگئی جس کو صورت تمہاری
ملاتے نہ مٹی مین ہم شکل اپنی — اگر دیکھ لیتے نہ صورت تمہاری
کہون کیون نہ ہرجائی مین تمکو صاحب — ہر اِک دل مین ہو جب محبّت تمہاری
یہ تہمت ہی مجھپر معاذ اللہ منہا — بنون پر ہو میرے شکایت تمہاری
دُکھاے گا دل کو لڑکپن تمہارا — کرے گی بہت تنگ اُلفت تمہاری
بگاڑا ہی میکش تمہین میکشی نے — ملی خاک مین ساری عزّت تمہاری

بہت ہی گنہگار ہی گرچہ میکش
مگر ڈھانپ ہی لیگی رحمت تمہاری

مثالِ آئینہ صیقل نہوتی کسطرح دل کی — مٹا بیٹھے تھی ہم پہلے ہی ہستی نقش باطل کی
جگہ یون تو بہت عالم مین ہو اُس تنگی منزل کی — فضا مد نظر لیکن ہو ان روز دن مرے دل کی
تمنا ئین حسرتین کچھ اسطرح سے اُٹھی سینے بسمل کی — بلائین لے رہی ہی روح ابتک تیغ قاتل کی
دگرگون ہوتی ہی گلشن مین بھی حالت مرے دل کی — مجھے بے چین کر دیتی ہین آوازین عنادل کی
الٰہی بزم مین آمد ہو کس خورشید منزل کی — ہوئی ہی خود بخود کیون زرد صورت شمع محفل کی

ابھی حسرت نکلنے بھی نہ پائی تھی مرے دل کی ... ہوا کیا ٹوٹ کر کیون گر پڑی شمشیر قاتل کی
وہ آئی فصل گل جا کر کوئی صیاد سے کہدو ... لے اب تو رحم کے قابل ہوئی حالت عنادل کی
اگر پیدا نکرتا ہمکو خالق شکل احسن مین ... فرشتے سجدے کیون کرتے کسی تصویر کو گل کی
اثر بوجہل پر کسدن ہوا دین محمد کا ... کہین ناقص بھی کامل ہوتے ہین صحبت سے کامل کی
دم کشتن نہ پوچھا تمنے قاتل مجکو حیرت ہی ... تمہاری شکل کو کیون تک رہی ہو آنکھ بسمل کی
نگاہین لڑنے دو دلکو جگر کو زخمی ہونے دو ... لو آؤ بیٹھ جاؤ چلنے دو چوٹین مقابل کی
وہ دیوانہ ہون جسکی دل لگی کو قید خانے مین ... بنی ہین نغمۂ داؤد آوازین سلاسل کی
کنارے رہتا ہی ہر وقت وہ جھگڑونسے دریا کے ... قدمبوسی کرین کیونکر نہ موجین آکے ساحل کی
رہا مدنظر طفلی مین بھی جوبن کھلونون کا ... کلیجے سے لگا لیتے تھے ہم تصویر کو گل کی
پس ناقہ ہین اے لیلی جان کچھ تیرے دیوانے ... تبرک کی طرح سے بانٹتے ہین گرد محمل کی
جوانی کی امنگین شیخ صاحب بھولو پیری مین ... نکل آیا ہے دن گل ہونے کو ہو شمع محفل کی
عذاب آخرت کیا سخت ہوگا جسکے بدلے مین ... گوارا کی فرشتون نے اسیری چاہ بابل کی

بہک جاتے ہین اچھے اچھے تیرے سامنے مکیش
غزل سرسبز ہوتی کیا کسی مدمقابل کی

ابھی تو کان تک پونہچی نہین آواز قاتل کی ... دگرگون ہو گئی اللہ کیون حالت مری دل کی
خبر رکھتے نہین ہو دلکی صاحب دلمین رہتے ہو ... کسیکے دلسے تم پوچھو تو کیا ہین خواہشین دل کی
جو آئے تھے مرے گھر دو گھڑی تو اور رہنا تھا ... سناتے اپنے دلکی کچھ تو کچھ سنتے مرے دل کی
مٹانا سہل ہی عاشق کا یہ تو جانتے ہین ہم ... مگر کچھ حسرتین بھی تو مٹین حسرت بھرے دل کی
لگانا دل بہت آسان بہت آسان بہت آسان ... نہین بجھتی نہین بجھتی نہین بجھتی لگی دل کی
مرے دلکی اگر تم جانتے تو رنج ہی کیا تھا ... مجھے ہان حکم ہو تو مین سنا دون آپکے دل کی
ملا دل اور وہ یون بر ملا لیجائین باتون مین ... شرارت انکی آنکھونکی تھی کچھ رغبت مرے دل کی
لگی جس شی کی دھن اسکے ہی پیچھے پڑ گیا فوراً ... کوئی کب تک سنے اب ایسی ایسی بیتکے دل کی
جہان مین مل رہے ہین سب مگر ہجان عید کا دن ہے ... ادھر آؤ ملو سینے سے بجھ جائے لگی دل کی

لگا بیٹھے ہو دختِ رز سے تم بھی آنکھ اے میکش
لگی ہے اب تو دل کو کہیے کیون کیسی کہی دل کی

خود کاٹ کے رکھ چھوڑا یہان سر کئی دن سے — کیا پھرتے ہو باندھے ہوئے خنجر کئی دن سے
برہم ہے جو وہ شوخ ستمگر کئی دن سے — بدلا ہوا ہے اپنا مقدر کئی دن سے
بیکل نہو کیونکر دلِ مضطر کئی دن سے — آئے ہی نہین آپ برابر کئی دن سے
خوش کیون نہو سنکر تنِ لاغر کئی دن سے — پھرتے ہین وہ باندھے ہوئے خنجر کئی دن سے
ہم جان ہتیلی پہ لیے پھرتے ہین قاتل — تو پھرتا ہے باندھے ہوئے خنجر کئی دن سے
پھر ٹوٹ گئے سارے مرے زخمونکے ٹانکے — پھر بہنے لگا خون رفوگر کئی دن سے
کام آ گیا شاید کہین نامہ بر عاشق — کیون بادلیے پھرتی نہے یہ پر کئی دن سے
بیچین ہین بے دیکھے ہوئے آپکے آنکھین — آنکھون مین ہے دن رات برابر کئی دن سے
اب چھاؤنی چھانے کو ہے دلمین سپہِ غم — لشکر پہ چلے آتے ہین لشکر کئی دن سے
جب جیتے تھے دلکی کلی اک دن نہ کھلائی — اب روز چڑھا جاتے ہین چادر کئی دن سے
کھوئے گئے معلوم ہوا حضرتِ واعظ — خالی نظر آتا ہے جو منبر کئی دن سے
پہچان ہی لیتا ہے کوئی بزمِ عدو مین — آتے ہین وہ کیون بھیس بدل کر کئی دن سے

یہ کونسے میکش کا ہوا دھوم سے پیالا
چلتے ہین جو میخانے مین ساغر کئی دن سے

ترک اُن کا جو آنا جانا ہے — بس یہی موت کا بہانا ہے
تمکو خنجر جو آزمانا ہے — خون ناحق کا کیون بہانا ہے
میرے گھر اُسکا آنا جانا ہے — جسکا مشتاق اِک زمانا ہے
میرے نالونکا کیا ٹھکانا ہے — عرشِ اعظم پہ آستانا ہے
جاری ہین سیکڑون کلین ہمین — تنِ انسان کا رحنا ہے
کیون ستاتا ہے ہمکو اے صیاد — اور کچھ دن کا اب ودانا ہے
دل کو تاکو دیا جگر کو تم نے — دیکھو ٹھیک بھی نشانا ہے

دیر اتنی ہے کسلیے ساقی | دیکھ تو وقت کیا سہانا ہے
نقد جان لے کے خوش ہوا قاصد | خط کا محصول ایک آنا ہے
بل کی لیتی ہے زلف کیون اس سے | راستی پر تمہارا شانا ہے
خانۂ دل بتون کا دیکھو تو | اک خدائی کا کارخانا ہے
حشر کے دن حجاب عاشق سے | اس شرارت کا کیا ٹھکانا ہے
چھوٹون کسطرح قید ہستی سے | ہر نفس پیش قید خانا ہے
۲ اسطرف آئے ہو تو گھر بھی چلو | دو قدم پر غریب خانا ہے
بات جو کچھ تھی ہو چکی ناصح | اب فقط بات کا بڑھانا ہے
بولے وہ سنکے داستان فراق | کسکا مہمل سا یہ فسانا ہے
دل کی آتش کو خوب روشن کر | گر تجھے کچھ فروغ پانا ہے
باعث حسن نکلا دزد حنا | ایسی چوری کا کیا ٹھکانا ہے
طائر حسن نکلا دزد حنا | پور پور ابتو آشیانا ہے
باز آخون بہانہ دزد حنا | کیا کوئی اور رنگ لانا ہے
چوری دزد حنا کی چھپ نہ سکی | یہ چرانا بھی کچھ چرانا ہے
خاتمہ ہو چکا محبت کا | گر یہی روٹھنا منانا ہے
ہر نفس کعبتین پھکتی ہے | دل ہے بت تن قمار خانا ہے
خرقۂ تن کو پھینکدون کیونکر | میرا ہے گو پھٹا پرانا ہے
درہم داغ دل مٹاتے ہو کیون | کسی مفلس کا یہ خزانا ہے
جمع ہوتے ہین دس حواس اسمین | یہ صلواۃ اور پنجگانا ہے
کیون نہ رحمت ہو قبر عاشق پر | اسکے دامن کا شامیانا ہے

ہر نفس کھنچتی ہے شراب اسمین
تن میکش شراب خانا ہے

طلب کرتے ہو جسکو وہ دل یہی ہے | حسینون کے قابل تو محل یہی ہے

کسی اچھی صورت پہ مائل یہی ہے
ہوا ہے جو دیوانہ وہ دل یہی ہے

جسے کر چکے قتل وہ دل یہی ہے
محبت کے کشتونمین شامل یہی ہے

جو صدمے اُٹھاتا ہو وہ دل یہی ہے
بلا جسپہ ہوتی ہے نازل یہی ہے

مکان جس سے روشن ہو وہ دل یہی ہے
مری بزم مین شمعِ محفل یہی ہے

کیا ہے جسے تم نے بسمل یہی ہے
مجھے ناز تھا جسپہ وہ دل یہی ہے

ملا اُس سے جاکر جو وہ دل یہی ہے
مجھے جسنے مارا وہ قاتل یہی ہے

کہا دلنے جب اُسکے کوچے سے گذرے
اُترنے کے لائق تو منزل یہی ہے

اُٹھایا ہے بارِ امانت کو جسنے
وہ ظالم یہی ہے وہ جاہل یہی ہے

کشیدہ اگر ہو تو ہو تیغ ابرو
یہی ہم کہینگے کہ قاتل یہی ہے

اُٹھاؤن نہ مین کسطرح رنجِ فرقت
حسینونکی الفت کا حاصل یہی ہے

ہے مرقد مین ہمراہ بارِ امانت
جو چھاتی پہ رکھی ہو وہ سل یہی ہے

وہ آ بیٹھا جب دلمین مسند لگاکر
یہی سمجھے ہم عرش منزل یہی ہے

نہ عشقِ مجازی سے مانع ہو واعظ
کہ بحرِ حقیقت کا ساحل یہی ہے

نہ جمنے دو اِس نقشِ ہستی کا خاکا
مٹادو مٹانیکے قابل یہی ہے

بُتو اِسپہ قبضہ عبث کر رہے ہو
خدا جسمین رہتا ہو وہ دل یہی ہے

اُنھین دیکھتے ہی مچلجاتا ہو دل
جو ہو نقص اِسمین تو کامل یہی ہے

پڑی جب نظر اُنکے چاہِ ذقن پر
اُٹھا غل سنبھل چاہِ بابل یہی ہے

جب اُس بزم مین پونہچے ہم دلنے پوچھا
جہان ہم رہینگے وہ محفل یہی ہے

کہا دل نے جب ہم سرِ گور پونہچے
عدم کے مسافر کی منزل یہی ہے

قدم بحرِ اُلفت مین رکھو سنبھلکر
جہان ڈوبتے ہین وہ ساحل یہی ہے

نہین کوئی عقدہ بجز مرگ باقی
اگر پیش کچھ ہے تو مشکل یہی ہے

لڑین عکس کو دیکھکر آئینے مین
اگر ہے تو اُنکا مقابل یہی ہے

فدا کیون نہ میکش ہون پیرِ مغان پر
زمانے مین اِک فردِ کامل یہی ہے

بُتون پر جو غش ہی یہی ہی وہ میکیش
شراب محبت کا شاغل یہی ہے

وہ جانسے گذرنے کی بھی پروا نہین کرتے
مر جائے کوئی کارِ مسیحا نہین کرتے

تڑپاتے ہو ترساتے ہو کیا کیا نہین کرتے
اچھا جو اِسے سمجھے ہو اچھا نہین کرتے

تُم ترک جو کرتے ہو یہ اچھا نہین کرتے
جب ہاتھ پکڑ لیتے ہین چھوڑا نہین کرتے

اُنسے ہی کوئی پوچھے کہ وہ کیا نہین کرتے
ہم شکوے جو کرتے ہین تو بیجا نہین کرتے

یون بھی دلِ عاشق کو دُکھایا نہین کرتے
ہی عرشِ خدا اِسکو ہلایا نہین کرتے

کیا کہتے ہو ہم وانہین آیا نہین کرتے
پٹی تمہین کیا غیر پڑھایا نہین کرتے

جان لینا بھی آتا نہین اِن حور وشون کو
جو ذبح بھی کرتے ہین تو پورا نہین کرتے

تُم وہ ہو کہ کہدیتے ہو سب باتین عدو سے
ہم وہ ہین کہ تمکو کبھی رُسوا نہین کرتے

بیکار اُلجھتا ہی دل اُس زلف کے خم سے
اِس دام مین جو پھنستے ہین نکلا نہین کرتے

آیا جو مرا ذکر کچھ اُنسے تو وہ بولے
ایسونکے تو ہم پاس بھی پھٹکا نہین کرتے

رکھا ہے بڑی دیر سے عاشق کا جنازہ
کیون آکے وہ اعجازِ مسیحا نہین کرتے

سو بار بلائین بھی تو صاحب نہین آتے
پھر کہتے ہین ہم خونِ تمنا نہین کرتے

دل پھونک ہی دیتے ہین مرا برق نظر سے
کب طور نمط اِسکو وہ سُرما نہین کرتے

بے پردہ چلے آئین وہ کیا پوچھ رہے ہین
ہم نیچی نظر صورتِ موسا نہین کرتے

کیا سمجھے ہین وہ چارۂ بیمار محبت
اچھا ہی کرتے ہین کہ اچھا نہین کرتے

کیا مین نے کہا ہے وہ بُلا لائین کسیکو
کیون چار کے آگے مجھے جھوٹا نہین کرتے

اللہ کی قدرت ہی کہ ہم ہو گئے ایسے
وہ بھولے سے بھی اب یہان پھیرا نہین کرتے

کیا ہو گیا ہے صبر کرو اے مرے نالو
اِسطرح زمین سر پہ اُٹھایا نہین کرتے

واقف ہو نہین عادت یہ ہی ان شعلہ رُخونکی
لگجاتی ہے جب دل مین بُجھایا نہین کرتے

جو ہمپہ گذرتی ہے اُٹھا لیتے ہین اُسکو
ہم حالِ دلِ زار سُنایا نہین کرتے

جسروز سے میخانے مین ہم آئے ہین میکش
جُز پیر مُغان اور کو سجدا نہین کرتے

اے صنم کہہ دون مین کیا تجھمین ہے
بت ہی تو شانِ خدا تجھمین ہے

یہ جو کچھ ناز و ادا تجھمین ہے
یہ بھی اک شانِ خدا تجھمین ہے

اتنی سرعت جو صبا تجھمین ہے
کسکے ملنے کی ہوا تجھمین ہے

مین ہون بیمار ترا تو ہے شفا
درد کی میرے دوا تجھمین ہے

اسیلیے مرتے ہین تجھپر او گل
سنتے ہین بوی وفا تجھمین ہے

بندگی اور خدائی کے سبب
عجز مجھمین ہے غنا تجھمین ہے

دل کھنچے آتے ہین تنکے کیطرح
کششِ کاہ ربا تجھمین ہے

اسکی بھی کچھ ہے خبر او غافل
یہ جو کچھ شور بپا تجھمین ہے

کچھ قیامت ہی نہین فتنہ گری
اور اک حشر بپا تجھمین ہے

جسنے کہلایا تھا کل ہم سے بلی
آج وہ ساری بلا تجھمین ہے

جھانکتا پھرتا ہے کیون دیر و حرم
غور سے دیکھ خدا تجھمین ہے

جسکو ندرت ہوئی گھر سے نکلے
وہ غریب العنبرا تجھمین ہے

جھومتا ہے ترا قدِ طوبےٰ
باغِ جنت کی ہوا تجھمین ہے

جسکا مشتاق تھا اک مدت سے
دیکھکر لوٹ گیا تجھمین ہے

شانِ اللہ ہے سب سے ظاہر
تو وہ ہے عبد خدا تجھمین ہے

تو مقید ہی تو ہی مطلق بھی
شرط تجھمین ہے جزا تجھمین ہے

اُتنا ہی نقص ہوا او مشفقِ من
جسقدر بوے ریا تجھمین ہے

کھنچکے چل اور ہوا خواہو نسے
ابتو کچھ اور ہوا تجھمین ہے

رنگ لاتے ہین جو میرے گلِ زخم
رنگ کب ایسا حنا تجھمین ہے

تیرگی دل کی صفا کرکے دیکھ
چشمۂ آبِ بقا تجھمین ہے

ہوش اڑ جاتے ہین جسکی بو سے
وہ مئے ہوش ربا تجھمین ہے

ملگیا وہ سے مجھے جسکی تھی تلاش
ابتو مین دیکھ چکا تجھمین ہے

مست ہو دیکھکے خود کو میکش
بادۂ نورِ لقا تجھمین ہے

چھریان چلجاتی ہین سینے سے لہو آتا ہی — دم ہی گھٹ جاتا ہی جب سامنے تو آتا ہے

دوستو جلد جنازے کو چھپا کر رکھو — میرے لاشے پہ وہ ہمراہِ عدو آتا ہے

قطرۂ اشک سے کلیجے مین بھی باقی نرہا — مین جو روتا ہون تو آنکھونسے لہو آتا ہے

کیون نہ مقبول ہو پھر میکدے والونکی نماز — خضر خود لیکے یہان آبِ وضو آتا ہے

مین وہ میکش ہون سُو میکدہ جب جاتا ہون
میری تعظیم کو خود اُٹھکے سُبو آتا ہے

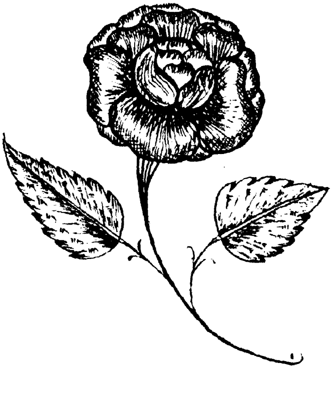

قطعات تاریخ از مصنف

قطعۂ تاریخ رحلت نمودن حضرت میرزا سردار بیگ قلندر قدس سرہُ العزیز

اُٹھ گیا دُنیا سے کیا اک فرد افراد جہان
قلب مین آئی یہ میکش اُنکی تاریخ وفات
جسکے ہمراہِ جنازہ تھی خلائق فوج فوج
خُلد مین پونہچے جہان سے میرزا صاحب باوج

قطعۂ تاریخ تواریخ دکن

سلاطین دوران کے کھینچے ہین نقشے
ابھی اِسکی تاریخ میکش یہ لکھدو
زمانے مین اب جان تاریخ ہے یہ
یہ تاریخ کیا ـ کان تاریخ ہے یہ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان منشی کاشی ناتھ صاحب فِدا

ٹکڑے ہین کلیجے کے تصنیف فدا صاحب
کیون صنعت نادر مین تاریخ نہ مین لکھون
میکش کو صدا ہاتف نے خوب سُنائی یہ
ہر شعر پری جسکا با جلوۂ محبوبی
ہر ڈھنگ نیا جسکا بندش مین ہی اسلوبی
کشکول فدائی کی تاریخ مین ہے خوبی

توضیح

خ	و	ب	ی
۶۰۰	۶	۲	۱۰
ششصد	شش	دو	دہ
۶۹۴	۶۰۰	۱۰	۹

[illegible]

قطعۂ تاریخ اِشاعت ریاض سخن

نکالا ہے وہ پرچہ آزاد نے
یہ پرچہ نہین نظم کا باغ ہے
ہر اک گل مین ہی رنگِ احسن کی بو
سپیدی پہ غش اِسکی میکش ہی نور
ہی تاریخ سے بھی یہ ظاہر بہار
۱۳ ھ ۱۴

ہوئے خوش جسے دیکھکے اہل فن
ہر اک شعر ہے مثل شاخ چمن
مؤثر آثر سے ہے اس کا چمن
سیاہی پہ قُربان مشکِ ختن
بنا ہے ہمایون ریاضِ سخن
۱۸ ۶ ۹۶

قطعۂ تاریخ طبع دیوان خلق حیدرآبادی

کتنا اچھا ہی خُلق کا دیوان
جس سے ظاہر ہے کچھ نہانِ غیب
نام افکارِ غیب ہی میکش
ہو سکے کیا بیانِ غیب
سلک دُرّ ِیِ نظم لکھ تاریخ
جا پِنخ لین جسکو رمزدانِ غیب

۱۳ ھ ۱۴
۱۳ ھ ۱۴

قطعۂ تاریخ طبع دیوان فارسی تُرک علی شاہ صاحب تُرکی

چھپتا ہے وہ دیوان کہ جو مقبول جہاں ہے
ہی موج مئے طبع رسا حضرت تُرکی
ہر شعر کا عالم ہی نرالا ہی جہاں سے
کچھ ڈھنگ غنیؔ کا ہی تو کچھ سعدی و عُرفی
برجستہ لکھو مصرعِ تاریخ یہ میکشؔ
جوشِ گل گلزار سخن گلشنِ معنی

۱۸ ۶ ۹۶

قطعۂ تاریخ طبع دیوان حافظ محمد یوسف صاحب افسون بنارسی

چھپا ہے اندنون افسون کا دیوان
عیان ہی جس سے جوشِ طبع موزون
نہ کیون ہون اہل دل اُسکے مسخر
سراپا سحر ہے ایک ایک مضمون
ریاضِ روح افزا لکھو تاریخ
یہ ہی میکشؔ حدیقۂ نظم افسون

۱۳ ھ ۱۴
۱۳ ۱۴

ایضاً

ہوا ہے طبع وہ دیوان جناب افسون کا
کہ حرف حرف ہی جسکا صحیح کنزِ عشق
لکھا ہی مینے بھی میکشؔ یہ مصرعِ تاریخ
کلام پاک بلیغ و فصیح کنزِ عشق

۱۸ ۶ ۹۷

قطعۂ تاریخ طبع دیوان نعتیہ شفق صاحب عماد پوری

ہی شفقؔ کا یہ نعتیہ دیوان
کیون نہ دل سے نثار ہون اسیر
اسکے بین السطور کی نہرین
جاری ہین مثل چشمۂ کوثر
لکھدے میکشؔ ابھی یہ سالِ طبع
گلشنِ نعت معدنِ گوہر

۱۳ ھ ۱۵

ایضاً

ہو یہ دیوان وسیلہ بخشش کا
اِس مین ہے نعت سید ابرار

لکھدے میکش یہ مصرعِ تاریخ
جانِ ایمان مخزن اسرار
۱۳ ھ ۱۵

قطعہ تاریخ اشاعت ارمغان

تازگی دیتی ہے نظر و نمین فضاے ارمغان
جان فدا ہوتی ہے اللہ ری اداے ارمغان

رنگ در وغن دیکھکر اُسکا یہی کہتا ہو دل
اور گلدستہ نہ دیکھون اب سواے ارمغان

ہر مہینے ہوتا ہے تقسیم تحفے کی طرح
بھیجتے ہین جا بجا فرمان رواے ارمغان

اسپہ مائل ہون سخندان ہاتھ سے اسکو ندین
غور سے دیکھین نہین کچھ بھی بہاے ارمغان

حضرتِ احسان کا تم احسان مانو دوستو
ارمغان اُنکو مزا ہے وہ سزاے ارمغان

کہتا ہے ہر شخص اُسکو دیکھکر ہے ہونہار
حشر تک باقی رہیگی اب بقاے ارمغان

جمع ہین اُسمین ہزارون شاعرانِ باکمال
آجکل معمور ہے صفت سراے ارمغان

سارے گلدستون مین چیدہ ارمغان ہی آجکل
چاہیے ہر ایک کے دل مین ہو جاے ارمغان

کسطرح میکش نہ مین اُسکی ہوا خواہو نمین ہون
باغِ احسان سے چلی ہو اب ہواے ارمغان
۱۳ ھ ۱۴

قطعہ تاریخ اشاعت پیام محبوب

رکھا ہے غل مچا یہی ہر سو ہے دھوم دھام
کیا بن سنور کے نکلا ہے معشوق لالہ فام

یعنی وہ پرچہ جسمین ہے گلزارِ نظم و نثر
جسکے گلونکی بوسے ہین سب مست خاص و عام

کیونکر نہ اُسکو آج مین چرخ آستان کہون
شاہِ دکن کے نام سے ملتا ہو اُسکا نام

ہر نقطہ اُسکا صورتِ اختر ہے آشکار
ہر شعر اُسکا گویا برہنہ ہے ایک حسام

رونق سے اُسکی کیون نہ خجل ہو بیاضِ صبح
بین السطور طور کے جلوے کا ہے مقام

دیتا ہے وہ چراغِ بصارت کو روشنی
مشتاق دید رہتی ہے ہر وقت اِک انام

جو قدر دان سخن کے ہین اُسپر نثار ہین
مقبولیت کا اُسکی ہر اک سو ہی اذنِ عام

گو صورتِ ہلال رہا پہلے سال مین
بدرِ تمیم کی طرح اب ہو گیا تمام

میکش سر واس بجا کر کے اِسطرف
دیکھو تو خوب نکلا ہے محبوب کا پیام
۱۳ ھ ۱۵

متفرقات

سہرا در تہنیتِ شادی نصیر خان صاحب مدّ عمرہٗ

آج ہے اِسلیے سر پر ترے نازان سہرا
کیون نہو رُخ کو ترے دیکھ کے شادان سہرا
غل فرشتون مین بھی ہی حور و پری کہتی ہین
لاکھون یاقوت ہزارون ہین زمرد اِسمین
اِسمین وہ پھول گُندھے ہین جو نہ کملائین کبھی
چاند سا دیکھکے مُنہ تیرا شعاعین لیکر
اِسمین کچھ اور ہی ضوٗ اُسمین شعاعین ہین اور
اِسکی لڑیون مین کرورون ہین جواہر کہدو
کان تک اُسکے جو پہنچے تری شادی کی خبر
وہ مچلا ہی ہر اک تار ترے سہرے کا
کیون نہ کھِلجائے اُسے دیکھ کے ہر غنچۂ دل
اِک نیا ناز دکھانے لگین لڑیان اُسکی
کیون نہ اِسدن کی خوشی ہو تمہین فیض اللہ خان
تیرا ہر وقت خدا حافظ و ناصر ہو نصیر

بھر رہا ہے گلِ امید سے دامان سہرا
شایان سہرے کے ہی تو تجکو ہی شایان سہرا
باندھ کر نکلا ہے یہ کونسا انسان سہرا
کثرتِ لعل سے ہے کانِ بدخشان سہرا
کیسے کیونکر نہو پھر فخرِ گلستان سہرا
باندھنے آیا تجھے مہرِ درخشان سہرا
چھین لے مہر کا تیرا رُخِ تابان سہرا
گود بھر بھر کے لُٹائے دُر و مرجان سہرا
بھیجے گلہائے ارم کا ابھی رضوان سہرا
رہگئی خلقِ خدا دیکھ کے حیران سہرا
خندان پیشانی تری اُسپہ ہے خندان سہرا
رُخِ نوشاہ پہ جسدم ہوا جنبان سہرا
بھلے بجے پیارے کے سر پہ ہو نمایان سہرا
سر پہ بنجائے ترے رحمتِ رحمان سہرا

دھوم اُٹھا رکھی ہی سیکش وہ ترے سہرے نے
ہوش اُڑتے ہین جو سُنتے ہین سخندان سہرا

سہرا در تہنیت شادی مشفقی مرزا بشیر احمد بیگ صاحب

ہے تر و تازہ سراسر ترے سر کا سہرا
ہو گیا کتنا منوّر ترے سر کا سہرا

پھول برسائے نہ کیونکر گلِ تر کا سہرا
بن گیا نورِ نظر اہلِ نظر کا سہرا

مکھٹ کی باندھ کے جب دیکھا ترے سہرے کو / گندھ گیا اور نیا تار نظر کا سہرا
تیرے سہرے کی ضیا پھیلی ہو وہ عالم مین / خوشہ چین بنگیا ہے نور سحر کا سہرا
بندھتے ہی سر پہ عجب بخت کا تارہ چمکا / اللہ اللہ ہے کیا نیک اثر کا سہرا
اسمین گل باغ ارم کے بھی ہین جنت کی بھی ہین / کچھ ادھر کا ہے تو یہ کچھ ہے ادھر کا سہرا
رخ ہی خورشید تو سہرا ہی شعاع خورشید / اسپہ قربان ہی خورشید سحر کا سہرا
رخ نوشاہ پہ دو سہرا دنسے ہے دونی بہار / نیچے زر کا ہے تو اوپر گل تر کا سہرا
خود ہے سونے مین سہاگا رخ نوشاہ کا رنگ / اسپہ طرہ ہو کہ باندھا گیا زر کا سہرا
ماہ سے کہدو کہ منہ ابر مین پنہان کرلے / چاندنی پھیل گئی دیکھ وہ سر کا سہرا
تیرے سہرے کے مقابل بھلا لائی تو فلک / پھیکا ہو جائے ابھی نور قمر کا سہرا
دیکھکر سہرا ہوئی جاتی ہین آنکھین روشن / سرمۂ چشم ہے ارباب نظر کا سہرا
وہ مبشر ہے ترا سہرا بشیر احمد بیگ / بعد اس سہرے کے پیش آئے پسر کا سہرا
میرے سہرے کے مضامین ہین در ناسفتہ / مین نے گوندھا ہے نئے لعل و گہر کا سہرا

کہدو یہ مہدی علی بیگ سے چلکر میکش
لو مبارک ہو تمہین آج پسر کا سہرا

سلام

جام کوثر کے ملے دیدۂ تر کے بدلے / بھر لی اشک تلے میرے گہر کے بدلے
لجۂ نور نبیؐ مین غرق رہی چشم امام / ذبح کے وقت بھی تیور نہ نظر کے بدلے
کٹتے تھے شاہ نہ کیون سر کو کٹاؤن ہنسکر / ہو چکے ذبح عزیز اس مرے سر کے بدلے
حب دنیا مین لعینون نے بگاڑی عقبیٰ / نقد دین کھو ہی دیا منصب و زر کے بدلے
پیٹکر سر کہا عابد نے پس قتل حسینؑ / کیون نہ مین ذبح ہوا ہاے پدر کے بدلے
حر نے کیا کیا نہ لیا اک تن خاکی دیکر / مل گئی خلد برین خاک کدر کے بدلے

صدقۂ آل نبی سے دم بخشش میکش
عیب کام آئینگے سب میرے ہنر کے بدلے

شکایت اُس گھڑی کی جو ایک نواب نے عنایت کی تھی

مجکو عنایت جو ہوئی تھی گھڑی — چال قیامت سے تھی اُسکی بڑی
آجکل اُسکی تو عجب چال ہے — لوگ سمجھتے ہین کہ بھونچال ہے
پیسے بھی دیکر جو کرائین درست — تب بھی تو کمبخت وہ چلتی ہی سست
دیتا ہون جا کر جو گھڑی ساز کو — کھول کر کہتا ہے وہ یون راز کو
صدقے مین جا کر اسے دے ڈالیے — یہ بلا سر سے مرے ٹالیے
آدمی رکھتے نہین ایسی گھڑی — اِس سے تو بس جیب ہی خالی بھلی
پُرزون کا کچھ اُسکے عجب حال ہے — راجہ کے گھر موتیون کا کال ہے
جب کبھی کانٹے گئے آپس مین لڑ — صاف ہی ٹوٹی کسی کیلے کی جڑ
کانٹے کا پل کے کوئی کیا بھید پائے — رُکتا ہی پل پل مین وہ کمبخت ہائے
چینی کا چینی پینا باقی نہین — ہندسے کچھ ہین کہین کچھ ہین کہین
اِسمین ہی آئینے کو ہی پیچ و تاب — تاب یہ کس چیز کی باقی ہی اب
ٹیم سے ملنا تو اُسے ہے قسم — دل یہی کہتا ہے یہی تو ہے غم
بال کمانی کا ہے اُسکی یہ حال — بال کی اب کھینچنی باقی ہی کھال
دینے کو کُنجی کوئی کیا اب اُٹھائے — خوف ہی ایسا نہو کچھ کاٹ کھائے
توپ سے اُسکو جو بلاتا ہون مین — گوشہ محل دوڑ کے جاتا ہون مین
سارے گھڑی ساز دکن کے ہین تنگ — مجکو بھی آتا ہے دکھانیسے ننگ
توڑے کا توڑ ہی رہا عمر بھر — سُتلی کے توڑے مین دھری باندھکر
کیا کرون اب اُسکو کہان پھینکدون — یہ بھی نہین جا کے جو واپس کرون
کہتا ہے دل ہدیۂ سرکار ہے — یہ ہی سمجھلو کہ اک آزار ہے
اور جو منظور ہو لینی بڑی — جا کے کُمہارونسے گڑھا لو گھڑی

گھڑیونسے میکش کو بھلا کیا ہی کام
چاہیئے مے پینے کو ٹوٹا سا جام

قطعات تاریخ ترتیب و طبع دیوان ہذا

نتیجۂ فکر ابو الاعجاز جناب منشی محمد احسان علیخان صاحب احسان شاہجہانپوری

سبعِ دیوانِ میکش	زہے جلوۂ شاہدِ نظم زیبا
زنقطش فصاحت ز حرفش بلاغت	چو رنگِ مئے سرخ از جام پیدا
پئے سالِ طبعش چنین گفت احسان	معانی مضمون چہا کیف افزا ١٥ ھ ١٣

ایضاً اردو

حسنِ خوبی سے چھپا ہی جو کلام میکش	ہر سخنور کو ہوا ذوقِ سخن لذتِ عشق
لطف کے ساتھ ہی سال سیحی احسان	کہ ہویدا ہی ہر اک شعر سے کیفیتِ عشق ٩٠ ء ١٨

نتیجۂ فکر ابو الکلام جناب منشی محمد مومن علیصاحب امین حیدرآبادی تلمیذ حضرت مصنف

ہو گیا ہے طبع وہ دیوان مرے استاد کا	شیفتہ ہین جسکے ہر اک شعر پر پیر و جوان
فکر مین تاریخ کی اتنا ہے بیخود کیلیے	اے امین کہدے کلام معتبر عالی نشان

نتیجۂ فکر ابو الخیر جناب منشی محمد قطب الدین علیصاحب تسلی حیدرآبادی تلمیذ حضرت علوی ظلہ

کیون نہ چھپکر ہوئے مقبولِ جہان	قابلِ وقعت ہے میکش کا کلام
یہ تسلی نے کہی تاریخِ طبع	گلشنِ وحدت ہے میکش کا کلام ١٥ ھ ١٣

نتیجۂ فکر جناب ترک علی شاہ ترکی پنجابی مخاطب بہ امیر الشعرای ہند خطاب یافتہ از گورنر جنرل ہند لارڈ میو صاحب بہادر منصب دار علاقۂ دیوانی ریاست حیدرآباد دکن

سخن ہست از اوائل جانِ میکش	چگویم مدحتے شایانِ میکش

کند مدہوش از اشعار خوشیت	اگر باشی شبے مہمان میکش
نگوید زاہد خشک از سر رشک	بپرس از بادہ خواران شان میکش
زفیض حضرت غربی درین دور	شدہ استاد شاگردان میکش
چو ترکی طبع شد دیوان رنگینش	کہ ہر شعرش بود بستان
پئے تاریخ او چون فکر کردم	کہ خوش باشند تا یاران میکش
بسر پای عنب بنہادہ گفتم	جہان شد مست از دیوان میکش ١٣١٥ھ

نتیجۂ فکر ابو المعانی جناب مولوی سید منتخب الدین صاحب خمار حیدرآبادی تلمیذ حضرت مصنف

استاد کا چھپا ہے وہ دیوان بے بہا	ہر شعر جسکا گوہر نایاب ذوق شوق
ہاتف نے آکے مجھسے کہا اسکا سال طبع	لکھدے ابھی خمار مے ناب ذوق شوق ١٣١٥ھ

نتیجۂ فکر جناب سید خواجہ معین چشتی عرف خواجہ پیر صاحب سلام مدراسی

ہے میکش کا دیوان سوم سلام	قبول نگاہ نجیب و شریف
ہوا طبع جب سال دل نے کہا	چھپا لو کلام بلیغ و لطیف ١٣١٥ھ

ایضاً

چھپ گیا جبکہ کلام میکش	قدر کرنے لگے سب اہل کمال
غرق دریای تفکر مین ہوا	دل مین تاریخ کا آیا جو خیال
با دل شاد کہا ہاتف نے	چمنستان سخن لکھدو سال ١٣١٥ھ

نتیجۂ فکر جناب منشی چھمن پرشاد صاحب صدر لکھنوی مصنف مثنوی سحر صدر

خوش کلام میکش اکنون طبع شد	کز سوادش دیدہ ہا روشن شود
بے سرافکار صوری معنوی است	سن ہزار و ہشتصد ہشت و نود

نتیجۂ فکر جناب منشی گوکل چند صاحب عاشق ساکن تھانہ بھون مصنف نتیجہ عشق تلمیذ حضرت مصنف

اُستاد کا کلام چھپا ہے وہ بے نظیر
ہر شعر جسکا مخزن اسرار نغز ہی

عاشق نے سال مصرعِ واحد مین دو لکھے
خمخانۂ وجود - ہی - گلزار نغز - ہی
۱۳۱۵ھ ۱۳۱۵

نتیجۂ فکر جناب مولوی عبداللہ صاحب عجب حیدرآبادی تلمیذ حضرت فیض

رقم فرمود دیوانے چو میکش
کہ ابیاتش چو سلک دُر صفا ہست

سنِ ترتیبش از جانِ عجب شد
ولا دیوان میکش پُر صفا ہست
۱۳۱۵ھ

ایضا اُردو

فصاحت اور بلاغت ابتدا سے انتہا تک ہے
ہر اِک آغاز کا انجام ہی دیوان میکش مین

کہی ہمنے عجب تاریخ اُسکی سُنکے کیفیت
مزا ہو حق کا حاصل تام ہی دیوان میکش مین

نتیجۂ فکر جناب مولوی میر احمد علی صاحب عصر حیدرآبادی تلمیذ رشید حضرت فیض مرحوم

مرتب گشتہ چون دیوان میکش
فزوده شاعران را پایۂ عیش

خرد تاریخ او از عصر فرمود
بہار فکرِ میکش مایۂ عیش
۱۳۱۴ھ

ایضا

میکش خوش فکر چو دیوان نوشت
واہ چہ نظمیست کہ دُرہا بسفت

سال کمالیت او میر عصر
میکدۂ عشق سخندان بگفت
۱۳۱۵ھ

ایضا

مرقع سخنِ میکش نزاکت سنج
نمود نقش خود از عالم عدم بوجود

بفکر سال کمالش بفرمانی عصر
نگارخانۂ ارژنگ اہل چین فرمود
۱۳۱۵ھ

نتیجۂ فکر جناب حکیم سید نوازش علی صاحب لمعہ خلف الرشید جناب شعلہ مرحوم ساکن حیدرآباد

مشفقِ من میکشِ رنگین بیان — صوفی و ہم شاعر شیرین مقال
طبع نمودہ است چو دیوان خویش — شاد از ان شد دلِ اہلِ کمال
گفتمش ای لمعہ پی سالِ آن — مصطبۂ میکشِ سرمست حال

نتیجۂ فکر جناب منشی عبد الرحمن صاحب میخوار منصبدار رکاب سرکار نظام حیدرآباد دکن خلد اللہ ملکہ تلمیذ حضرت مصنف

شکرِ خالق ہے کہ وہ دن آگیا — جسکا اک مدت سی مین مشتاق تھا
چھپ گیا وہ میرے حضرت کا کلام — جسکا ہے ہر شعر معنی سے بھرا
دیکھتے اس وقت مین ہوتے اگر — داد دیتے اسکی میر و میرزا
ہی کہین علوی خیالی ذوق کی — ڈھنگ مومن کا کہین ہی برملا
مصرعۂ تاریخ لکھ میخوار یہ — خوبصورت ہی کلام استاد کا

تمت

صحت نامۂ خانۂ خمار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۲	سنالین	سفالین
۴	۶	جدّ	جدبھی
۵	۱۸	اورعیش	رحمت بھی
۲۵	۱۶	رب ارنی ین	ارنی مین یہ
۲۷	۲۲	بہانا ہوگیا	بہانہ کیا ہوا
۲۸	۱۶	کیا	کیسا
۳۶	۲۱	تلخی	تلخئی
۴۰	۱۱	سے کہتے	سے کہنے
۴۱	۱۲	نازعشق	نارعشق
〃	〃	[illegible]	[illegible]
〃	〃		
〃	〃		
۴۴	۴	سرپے	سرپئے
۴۷	۱۰	پہ	یہ
〃	۱۸	لہو	کہو
۵۱	۱۲	کیالہ	کیاکہ
〃	۶	سفر	سقر
۵۲	۱۱	قیامت	قناعت
۵۳	۱۰	بھیجے	بھیجے
۵۴	۱۴	ربع	چار
〃	۱۸	لیا	کیا
۵۶	۱۱	گرکسی	مین کسی
۵۹	۶	اپنے	اپنی
۶۴	۲	پھررہی	بھررہی
۶۵	۲۳	اوسکے	اوسکی
۷۱	۱	میرے	میری
۷۳	۲۱	فال	قال
۷۵	۲۱	کہدون	کہدین
۷۸	۴	تڑپا	جوتڑپا
۸۱	۱۱	نہ کہتے رب ارنی	نہ سنتے لن ترانی
۹۱	۹	علم	ستم
۹۶	۴	ہے	ہین
〃	۸	لگی	لگین
〃	〃	مرے	کسی
۹۹	۱۱	ازار	آزاد
۱۰۵	۱	مرا	مر
۱۰۸	۴	عہد	عبد
۱۱۱	۱۰	کوئی ہے اور علیحدہ	علیحدہ ہے کوئی اس
۱۱۳	۸	ملتا	ملنا
۱۱۴	۲۳	مفر	منصور
۱۱۶	۱۸	کب	کیا
۱۱۹	۵	کے کہوتو	نکالو
۱۱۹	۶	اُٹھو	دیکھو
۱۲۳	۹	صفا	بقا
۱۲۶	۴	کسطرح	کس لیے
۱۳۴	۱۱	یہ	پہ

تمت

صحت نامہ خراباتِ میکش

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱۲	نکھرے ہوئے	نکھرے ہوے
〃	۱۳	نشش	کشش
〃	۱۶	جنکا	جسکا
۱۴	۱۰	شید	شیدا
۱۵	۶	تیری	اپنی
۱۶	۴	کسطرح	کس لیے
۳۶	۲۲	ربع	چار
۴۳	۱۳	گھر	گر
۵۲	۹	صداے طرقو	صدائے طرقو
۵۳	۱۵	قاتل عکس کی	قابل عکس کے
۶۰	۱۲	کیا بنایا	بنگیا ہے
۸۴	۶	یہ بلا	اب یہ بلا

تمت